THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, June 16, 2011
(71st Session)
Volume IV No.10
(Nos.1-16)

CONTENTS

	Pages
1. Recitation from the Holy Quran..................................	01
2. Leave of Absence …………………………………….	02-03
3. Appointment of Judge to probe into the murder of Journalist Saleem Shahzad…………………………..	04-08
4. Points of order	
i) Formation of Enquiry Commissions proposed…….	09-11
ii) An uncultured incident against a woman in Haripur…	12-16
iii) Recommendations for the Budget 2011-12 by the Senate Standing Committee on Finance…………….	17-20
iv) Law and Order situation in Peshawar………………..	20-21
v) Terms of Reference/Wage Board for Journalists……	21-26
5. Legislative Business [The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011]…………..	26-30
6. Further discussion on the appointment of Leader of the Opposition…………………………………………….	30-115

Printed and Published by the Senate Secretariat Islamabad

Volume:IV   SP.IV(10)/2011
No.10   130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 16, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty six minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ
إِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾
أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٤﴾

ترجمہ: ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت و جلال کے تصور سے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب اُن پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلامِ محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے)۔ (یہ) وہ لوگ ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں۔ (حقیقت میں) یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کی بارگاہ میں (بڑے) درجات ہیں اور مغفرت اور بلند درجہ رزق ہے۔

(سورۃ الانفال آیات ۲ تا ۴)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: میں ذرا leave applications دیکھ لوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب وسیم سجاد صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 13 اور 14 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ رتنا صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3 تا 17 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ شیرالہ ملک صاحبہ ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 3 تا 13 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سیدہ صغریٰ امام صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بناپر مورخہ 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین شکریہ۔ کل اس وقت ہمیں بڑی حیرت ہوئی جب یہاں وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ سمیٹتے ہوئے اپنی تقریر فرمائی۔ اس وقت میں گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ آدھے سے زیادہ ہمارے معزز ممبران رہتے تھے جن کی بجٹ پر تقاریر نہیں ہوئی تھیں بالخصوص ہمارے کچھ احباب جو بائیکاٹ پر تھے ان کی تقاریر بھی نہیں ہوئی تھیں لیکن جناب وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پر آخری تقریر کر کے ہمارے کافی سارے ممبران پارلیمنٹ کو بجٹ پر تقریر کرنے سے محروم کر دیا۔ جناب، میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی زیادتی تھی اور اب بھی بہت سارے لوگ خواہش رکھتے ہیں لیکن اب اس کا کیا بنے گا؟ اس کا فیصلہ آپ فرما سکیں گے۔

اس کے ساتھ میں اس فیصلے کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں، کہ صحافیوں نے کل سے جو دھرنا دیا تھا اور رات بھر اور آج صبح تک دیئے رکھا، شنید یہ ہے کہ ان کا مطالبہ منظور کیا گیا ہے۔ ہم شروع سے ان کے حق میں تھے، اب بھی ہیں اور آپ کی موجودگی میں ہم نے ان کے مطالبے کی حمایت کرتے ہوئے ایوان سے واک آؤٹ بھی کیا تھا۔ بہرحال اس کا بھی میں خیر مقدم کرتا ہوں۔ کراچی، کوئٹہ اور ملک کے دیگر حصوں میں جو واقعات ہوئے ہیں اس حوالے سے ایک special committee کی بات ہوئی، اس کو بھی اب بننا چاہیے تاکہ وہ کمیٹی اپنا کام شروع کرے۔ یہ چند گزارشات تھیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھنی تھیں۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں بھی acknowledge کرتا ہوں کہ یہ جو سلیم شہزاد کا مسئلہ تھا، پتا نہیں ہم نے کب سبق سیکھنا ہے۔ جب long march ہوتا ہے تو پھر ہم فیصلے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ جب دھرنا ہوتا ہے تو پھر ہم فیصلے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق، میں وزیر اطلاعات کو quote کر رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعظم سوئے ہوئے تھے ہم نے ان کو اٹھا کر آرڈر کروا لیا ہے اور جسٹس ثاقب نثار کا نام ٹی وی پر میں نے آج early hours میں سنا اور میں سمجھتا ہوں کہ فیصلہ اچھا ہے۔ کاش کہ جو political parties کی voice تھی جس میں ہماری پارٹی سے میاں محمد نواز شریف اور دوسرے قائدین اور دوسری پارٹیوں سے حضرات یہ بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ اتنا گھناؤنا جرم ہوا ہے کہ اس کی تحقیقات ایک

کے ذریعے ہونی چاہییں جس کے اندر جج ہوں۔ وہ سپریم کورٹ کے independent commission جج کی demand تھی اور پھر پرانے vicioulis style پر شریعت کورٹ کے چیف جسٹس کو لگانے کی کوشش کی گئی۔ کاش کہ ہم ان چیزوں سے سبق سیکھ لیں اور اس سے پہلے کہ ہم مجبوری کے تحت eventually صحیح کام کریں، ہم پہلے ہی ٹھیک کام کرنے کی عادت ڈالیں تو میرا خیال ہے اس میں ملک اور قوم کا بھی بھلا ہوگا۔ بہرحال دیر آید درست آید، یہ ایک اچھا فیصلہ ہے اور اس پر اب من و عن عمل ہونا چاہیے۔ I hope کہ وہ controversy جو ایبٹ آباد کمیشن میں جسٹس جاوید اقبال کی وجہ سے ہوئی کہ چیف جسٹس صاحب کو confidence میں نہیں لیا گیا اور چیف جسٹس صاحب سے prior understanding نہیں ہوئی تھی اور اسی وجہ سے آج تک ہم نے دیکھا کہ جاوید اقبال صاحب نے کہا کہ جی میں کام کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس کے لیے مجھے چیف جسٹس صاحب کی اجازت چاہیے ہوگی۔ یہ بھی sitting judge ہیں اور I hope, یا Leader of the House اس کو clarify کریں گے تو بہتر ہوگا۔ دھرنا آج صبح early hours میں اسی assurance پر ختم ہو گیا لیکن میں اس پر request کروں گا کہ من و عن عمل ہونا چاہیے۔ اگر مشاورت کے بغیر یہ فیصلہ کیا گیا تاکہ دھرنے کو roll back کیا جائے تو اس حوالے سے بھی اس gap کو آج پورا کر لیں تاکہ اس کی effective and quick resolution ہو۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ----

Appointment of Judge to probe into the Murder of Journalist Saleem Shahzad

Mr. Chairman: Justice Saqib Nisar Sahib has been appointed as head of the commission to probe into the murder of journalist Salim Shehzad.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Yes, that is right sir, that is right.

وہی میں نے آج early, ٹی وی میں سنا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں، یہ میں وزیر اطلاعات کو quote کر رہا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ان hours میں انہوں نے Prime Minister Sahib کو اٹھا کر کروایا ہے۔ اب یہ نہیں پتا کہ چیف جسٹس صاحب کو بھی اٹھا کر prior clearance لی ہے کہ نہیں یعنی یہ نہ ہو کہ اس

پر پھر پھڈا پڑ جائے۔ مہربانی کر کے اگر clearance نہیں لی تو clearance لے لیں تا کہ یہ نہ ہو کہ ایبٹ آباد کمیشن کی طرح یہ بھی ایک کمیشن announce ہو کہ دھرنا واپس ہو گیا ہے اور پھر ہم دیکھیں کہ عمل درآمد نہیں ہوا۔ وہ بڑی بد قسمتی ہو گی۔

میں دوسری بات یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے Chamber میں آپ کے ساتھ ہماری اور ہمارے ساتھیوں کی بات ہوئی اور اس بات چیت کے نتیجے میں آج ہم دوبارہ اس ہاؤس میں حاضر ہوئے ہیں اور آپ کی 8 جون کی ruling کی روشنی میں، میں for the purpose of clarity and for the purpose of record, I just want to briefly spell out, تا کہ کوئی misunderstanding نہ ہو، ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ اجلاس specific ہے، آج دو sessions کرنے ہوئے تو دو کریں گے اگر کل دو sessions کرنے کی ضرورت ہو گی تو دو کریں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو Saturday, then come what may, جتنے بھی long hours ہوں اس کو ختم کریں گے۔

جناب چیئرمین: میں یہ سوچ رہا تھا کہ Saturday کی جگہ اگر Monday کر لیں تو تھوڑا سا procedure ٹھیک رہے گا، Saturday کی جگہ Monday.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, may I remind you………

جناب چیئرمین: Saturday رکھا تھا ہم نے لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: نہیں، آپ تو فرما رہے تھے کہ آج ہی ختم ہو جائے گی اگر دو سیشن ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی، بحث کرنی ہے آپ لوگوں نے اگر آپ آج ہی ختم کریں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں اگر باقی چیزیں کروں گا تو پھر آپ اپنی future میں travel وغیرہ کی limitations دیکھ لیں۔ میں اس طرف آتا ہوں۔

نمبر دو یہ کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جونہی یہ conclude ہو گی ایک دو دن میں، اس دن آپ نے Saturday کا فرمایا تھا تو within a week میں اپنا opinion announce کروں

گا، اس کو final کروں گا، within a week کے لفظ آپ نے استعمال کیے تھے۔ اگر آپ اس کو Monday تک لے کر جاتے ہیں اور اگر آپ کا travel ہے۔

Before the falling Monday آپ اس کو ضرور consider کر لیں۔ I do not know مجھے نہیں پتا کہ آپ delegation لے کر جاتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں میں کہیں نہیں جا رہا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: I have no idea میں تو ویسے ہی آپ سے عرض کر رہا ہوں لیکن بہتر ہے کہ آج اور کل جیسے ہوا تھا Saturday کو آپ تبدیل نہ کریں آپ Monday پر لے کر نہ جائیں۔

جناب چیئرمین: Consensus لے لیتے ہیں۔ پہلی بات ہے شروع تو کریں، دیکھیں کتنے سپیکرز، کتنا بولتے ہیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: میرے خیال میں یہ تو dictation ہے جو آپ کو دی جا رہی ہے پھر ان سے فیصلہ لے لیں اور ہم مان لیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ طریقہ نہیں ہے، حاجی صاحب کو سمجھائیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: ایسے کریں، ویسے کریں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب کو بولنے تو دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرے خیال میں اتنا sensitive ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ dictation نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Dar sahib, please continue.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! یہ کوئی مناسب طریقہ نہیں ہے۔ Either you disown it and then it is a dictation. It is not the understanding. If it is the understanding with your own proposal then it can't be translated into dictation یہ جو ایک طریقہ ہے کہ ہر چیز کو dictation کہہ دینا، ہر چیز کو میں نہ مانوں والی بات کر دینی یہ مناسب نہیں ہے۔ Here we are talking of Constitutional

and legal issues. Let it be settled once and for all. It is not a personality matter. خدا کے لیے ----

Mr. Chairman: These are the Constitutional and Legal issues.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے تین گزارشات کی ہیں۔ مجھے نہیں پتا آپ نے فرمایا تھا کہ آپ ساتھیوں کو communicate کر کے اگر ان کی consent ہو گی تو آپ شروع کریں گے تو I assume that there is a consent already to all this understanding. Otherwise they are free. اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں ٹھیک نہیں ہیں اور آپ نے یہ نہیں کہا تھا تو فرما دیں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈار صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! جس دن آپ کے ساتھ آپ کے چیمبر میں میٹنگ ہوئی تھی، یہ حضرات بھی موجود تھے، ہم بھی موجود تھے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب، میری بات سن لیں۔ اس کو جتنے دن بھی لگیں، آج ختم ہو جائے، کل ختم ہو جائے، پرسوں ختم ہو جائے اور اس کے بعد جتنی جلدی اس کا فیصلہ آجائے وہ اچھا رہتا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات کی گئی ہے۔ اس کو start تو کیا جائے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! اسحاق ڈار صاحب نے کہا we really welcome all those members who had boycotted the proceedings of the Senate اور پھر they have come back to participate in the proceedings. It is a good omen, It is a good sign. میں سمجھتا ہوں کہ let the good sense prevail اس لیے کہ legal and constitutional issues پر debate ہونے جا رہی ہے۔ We really welcome all those people who are out of the House. Let us start the proceedings and a good sense should prevail over here, sir.

جناب چیئرمین: جتنے دن بھی لگیں، جی زاہد صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا پھر اس کے بعد جو بھی کہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! یہ اپنی سیٹوں کی لڑائی لڑ رہے ہیں، عوام کے مسائل ہیں، ہمیں عوام کے مسائل پر بات کرنے دیں، خدارا! سیٹ کے لیے لڑائی نہ لڑیں، اس پر compromise کر کے اس مسئلے کو حل کر دو۔ ہم سے عوام پوچھتے ہیں، پریس بیٹھی ہوئی ہے، لوگوں کی مشکلات ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں زاہد صاحب کو بولنے دیں۔ مولانا صاحب آپ پھر بات کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! کل جو واقعہ ہوا ہے کیونکہ میں Leader of the Opposition سے اتفاق نہیں کرتا کہ اپوزیشن کے جتنے ممبران تھے ان سب نے تقریر کی تھی جو باقی تھے وہ بائیکاٹ پر تھے لیکن حکومتی بنچوں میں تقریر کرنے والے بیٹھے ہوئے تھے، میں اور میرے ساتھی موجود تھے۔ کل جو کچھ ہوا Chair کی طرف سے کہا گیا کہ آج wind up speech کی جائے گی کیونکہ وزیر اعظم صاحب آئے ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ روایات قائم نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہماری تقریریں رہتی تھیں، عوام کے مسائل ہیں اور دو دن رہتے تھے کل پندرہ تاریخ تھی، آج سولہ ہے اور کل سترہ ہے، ہماری آخری تاریخ سترہ تھی۔ اس سے پہلے اگر آپ لوگوں پر قدغن لگا دیں، ممبران کی بات کرنے کی بجائے آپ وزیر کو وقت دے دیں اور وہ wind up کر دے۔ میرے خیال میں مناسب نہیں ہے، کل جو کچھ ہوا ہے وہ غلط ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کل وزیر اعظم صاحب، چونکہ ہمارے لیڈر نے وزیر اعظم صاحب کو لکھ کر دیا تھا کہ یہ مسئلہ ایک Journalist کا نہیں ہے، شہزاد کا کیس ضرور ہے، جتنا بھی دھرنا دیا گیا ضرور تھا لیکن یہ 70 Journalists کا ہے، سب کی انکوائری ہونی چاہیے کیونکہ ولی خان بابر کا تو معلوم بھی ہوا ہے، اس دن بھی میں نے آپ کو ایک رپورٹ دی تھی۔

جناب چیئرمین: جی، جی آپ نے مجھے رپورٹ دی تھی۔

Points of Order

Formation of Enquiry Commission Proposed

سینیٹر محمد زاہد خان: اور معلوم بھی ہوا ہے کہ اس کے ذمہ داران کون ہیں۔ اس کو صرف شہزاد تک محدود نہ رکھا جائے۔ آپ 70 Journalists سب کے سب کی انکوائری کریں اور اس میں جو لوگ بھی ملوث ہیں اس کو قوم کے سامنے لایا جائے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ اگر وزیراعظم صاحب کل یہ کہہ دیتے، بد قسمتی سے ان کی ٹیم میں ایسے لوگ ہیں حالانکہ جب walkout ہوا تو وزیراعظم صاحب نے کہا لیکن ان کی Information Minister نے کہا کہ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا میں کتنی بار ان سے ملی ہوں ملنے کی بات اور ہوتی ہے، ہاؤس میں جب بات ہوتی ہے اور ہوتی ہے، جب سینیٹرز بات کرتے ہیں، جب ہاؤس بات کرتا ہے۔ اگر کل یہ ہو جاتا، بہر حال اچھا ہوا کہ رات کو اعلان ہوا لیکن ان لوگوں نے، باہر سے جتنی بھی گالیاں، میں حکومتی بنچوں کی بات کر رہا ہوں، جتنی ہمیں گالیاں پڑتی ہیں، جب ہم گئے تو ہم سے یہ پوچھا گیا کہ آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کیوں وزیراعظم کو کہتے کہ اس پر انکوائری کمیشن بنا دیں۔ میرے خیال میں ایبٹ آباد والا کمیشن بھی بننا چاہیے۔ جناب والا! اگر حمود الرحمٰن کمیشن پر عمل ہوتا تو آج یہ صورت حال نہیں ہوتی۔ اگر آپ آج کا جنگ اخبار پڑھیں تو اس میں بہت سی اور باتیں آگئیں کہ ایبٹ آباد میں کیا ہوا تھا۔ یہ باتیں آتی رہیں گی جو ملک اور قوم کے لیے ایک اچھا شگون نہیں ہے۔ اس سے ہماری بد نامی ملک اور دنیا میں ہوتی ہے۔ ہمارا ملک کمزور ہو رہا ہے، ادارے کمزور ہو رہے ہیں یہ تو کسی کے خلاف نہیں ہے۔ مہربانی کر کے یہ ساری چیزیں حکومت کو ماننا چاہییں۔ یہ ایک جمہوری حکومت ہے، کل ہمیں عوام کے پاس جانا ہے۔ ایسی بات نہ کریں کہ ہم خوار اور رسوا ہو کر پھر اس بات کو مانیں۔ میرے خیال میں آئندہ ایسے نہیں ہونا چاہیے کہ جب Journalists demand کرتے ہیں تو میرے خیال میں کوئی بات نہیں تھی ان کے کہنے کے مطابق ان کی بات مان لی جاتی اور سپریم کورٹ کا ایک جج مقرر کر دیتے کیا قیامت آجاتی۔ اگر ایک چیز سامنے آجاتی، چاہے اس میں کوئی بھی ملوث ہے، کوئی ادارہ ملوث ہے یا کوئی ایک person involve ہے ان کو سزا ملنی چاہیے۔ اگر ساٹھ تریسٹھ سال ہم نے جھوٹ بولا ہے، اب اس قوم سے سچ بھی بولیں۔

جناب چیئرمین: جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں، میں نے کل صبح یہاں پر صحافیوں کا مسئلہ اٹھایا تھا اور یہی کہا تھا کہ ہماری اپنی حکومت ہے، ان کا جائز مطالبہ ہے، عدالت میں بھی اگر کوئی مدعی یہ کہے کہ مجھے اس عدالت پر اعتبار نہیں تو عدالت خود پیچھے ہٹ جاتی ہے دوسری عدالت کو case transfer ہو جاتا ہے۔ اتنی بڑی بات تھی وہ تشریف لائے تھے ہم نے کوشش کی تھی کہ وزیراعظم صاحب اعلان کریں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بابوؤں کی حکومت ہے، سمریوں کی حکومت ہے، سمری جاتی ہے، سمری آتی ہے ورنہ سیاسی حکومتوں کو تو فیصلے کرنے ہوتے ہیں اس کے بعد سمریاں آتی ہیں، بابوؤں کی بات بعد میں سنی جاتی ہے۔ شرمندگی ہمیں ہوتی ہے کہ ہم اتحادی ہیں۔ جب ہم اس دھرنے میں بیٹھتے ہیں تو ہم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ حکومت میں بھی ہیں اور دھرنے میں بھی بیٹھے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حکومت فیصلے کرتے ہوئے ہمارے ساتھ مشورہ نہیں کرتی، جب ہم مشورہ دیتے ہیں تو اس پر عمل نہیں ہوتا۔ ہم عجیب مشکل میں ہیں کہ ہم کس کشتی میں بیٹھیں جس کشتی میں خود حکومت کے لوگ سوراخ کر رہے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ فنانس کمیٹی بیٹھی، اس نے ہمیں حق نہیں دیا کہ ہم اپنا کیس پیش کریں، جو ہم نے recommendations دی تھیں، اس کے متعلق بات کریں۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ڈکٹیٹر شپ ہے اس مرتبہ آپ کی۔۔۔ آپ نے تو اس پر رولنگ دے دی ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا لیکن جو ہو چکا ہے۔ جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے جو کل تقریر کی وہ جو انہوں نے بجٹ میں تقریر پیش کی اسی کو دوبارہ پیش کیا۔ ہم نے جو پوائنٹس اٹھائے، جو تجاویز دیں، جو تنقید کی، جو تعریف کی اس کا کہیں پر ذکر ہی نہیں تھا۔ جناب چیئرمین! آخر ہم رولز سے کیوں ہٹ رہے ہیں۔ اگر ہم اتحادی ہیں تو ہم سے یہ توقع نہ رکھیں کہ بجٹ کے حوالے سے جو قانون، جو آئین ہمیں حق دیتا ہے اس پر اگر عمل نہیں ہو رہا تو ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں گے۔ بڑی دکھ کی بات ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے تقاریر کرنی تھیں اور جو ہم نے تجاویز دی تھیں، ہمیں کسی کا جواب نہیں ملا۔ کل وزیر خزانہ صاحب نے اپنی پہلے والی تقریر دہرا دی۔ جناب والا! اگر یہی طریقہ کار ہے تو ہمیں بتائیں کہ ہم کس دروازے سے نکلیں، اس دروازے سے چلے جائیں یا اس دروازے سے چلے جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔ I request the honourable members to hear prof. Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی سب سے پہلے تو سلیم شہزاد والے مسئلے پر journalists کو ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں، سول سوسائٹی کو، سیاسی کارکنوں کو اور across the board کیونکہ پیپلز پارٹی کے ایم این ایز بھی وہاں پر موجود تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صحیح stand لیا اور حکومت نے چاہے دیر آید درست آید لیکن اس اقدام کا بھی میں خیر مقدم کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب انصاف ہو گا اور صرف ایک نہیں بلکہ جتنے افراد کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ان کی terms of references میں اس کو شامل کیا جائے اور خصوصیت سے کراچی کے نوجوان صحافی ولی خان بابر اور اسی طرح کے دوسرے افراد ان سب کو اس میں شامل کیا جائے گا۔

جناب والا! دوسری بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت ایبٹ آباد کمیشن کے بارے میں بھی انا کا مسئلہ نہ بنائے بلکہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس کو بھی reconstitute کرے تاکہ وہاں پر جو بھی ہوا ہے اور جو ذمہ دار ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ آج امریکہ نے جو الزام لگایا ہے، ٹھیک ہے آئی ایس پی آر نے اس کی جزوی تردید کی ہے لیکن یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ جب تک کمیشن ایسا نہ ہو جس پر سب کو اعتماد ہو، ہم اس مسئلے کا حق ادا نہیں کر سکیں گے اس لیے جہاں پر صحافی کے قتل کے سلسلے میں welcome کر رہا ہوں، وہیں پر یہ مطالبہ کر رہا ہوں کہ خدارا! وقت کی نزاکت کو محسوس کیجیے اس وقت ملک اور پوری دنیا کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ایبٹ آباد واقعے کے سلسلے میں بھی فی الفور، پارلیمنٹ کی قرارداد کی تعبیر کرتے ہوئے ایک آزاد، مشاورت سے کمیشن بنایا جائے تاکہ وہ کام فوری طور پر شروع کر سکے۔ کراچی میں جو target killing ہو رہی ہے تین دن میں چونتیس افراد کو مارا گیا، یہ کیا ہو رہا ہے، کس طرح خون بہایا جا رہا ہے۔ گورنر کے پاس core meetings ہو رہی ہیں، ایک دوسرے پر الزام دیا جا رہا ہے۔ شاید دونوں صحیح ہیں لیکن اس معاملے کو ختم ہونا چاہیے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس بحث میں پڑنے سے پہلے یہ تینوں نکات ایسے ہیں جن پر آپ اپنا اثر استعمال کریں اور ہم اس دلدل سے نکلیں۔

جناب چیئرمین: جی فرح عاقل صاحبہ، کیا آپ نے کچھ فرمانا ہے؟

Point of Order

An uncultured incident against a woman in Haripur

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین- میں ذکر کرنا چاہوں گی اس واقعے کا جو ہری پور میں دو، تین دن پہلے ہوا تھا- میں جانتی ہوں کہ وہ سارا معاملہ اب کورٹ میں چلا گیا ہے، میں اس پر comment نہیں کروں گی- دو، تین دن سے جو میں ٹی وی دیکھ رہی ہوں، اس پر کچھ NGOs کی کارکن خواتین کے interviews اور تاثرات آرہے ہیں کہ اس قسم کے واقعات جو، خواتین کے ساتھ زیادتی کے جو واقعات ہو رہے ہیں اس پر پارلیمینٹ میں بیٹھی ہوئی خواتین کا کردار کیا ہے- میں تھوڑا سا اس پر comment کرنا چاہوں گی کہ وہ ایک بڑا negative سا message آرہا تھا کہ یہ صرف decoration pieces ہیں، یہ صرف models ہیں اور پتا نہیں کیا ہیں- ان کا کوئی کام نہیں ہے- دیکھیں جی، جو ہم لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارا کام law making ہے- جو Bill یہاں آتے ہیں، ہم ان کو pass کرتے ہیں اور وہ law بن جاتا ہے- اب آگے وہ کیوں implement نہیں ہو رہے ہیں، جہاں تک implementation کا مسئلہ ہے، میں یقیناً اس کے ساتھ ہوں اور میں مانتی ہوں کہ اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں، زیادتی کے واقعات ہو رہے ہیں مگر جناب والا! میں ایک چھوٹا سا comment کرنا چاہوں گی کہ یہ جو چیزیں ہیں، یہ اتنی آسان نہیں ہوتیں- ان میں mindset change کرنے کی بات ہے- ہمارا معاشرہ ایسا ہے کہ اس میں ہم نے مرد کو sensitize کرنا ہے- مرد کو یہ احساس دلانا ہے کہ جو عورت ہے، چاہے وہ اس کی بیٹی ہو، بیوی ہو یا بہن ہو، وہ اس کی responsibility ہے اور اگر وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا، اگر وہ اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا اور وہ اس کے حقوق اس کو دے گا تو یہ اسی کی بھلائی میں جانے والی باتیں ہیں- اس سے وہ insecure نہ ہو- یہ ایک لمبا process ہے، اس میں وقت لگے گا اور میرے خیال سے یہ کہنا بھی غلط ہو گا جو یہ سارا ملبا خواتین پر پھینک دیتے ہیں کہ یہ خواتین کیا کر رہی ہیں- انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور ان کے ہوتے ہوئے ایسا ہو گیا کیونکہ ہم خواتین ان کو represent کرتی ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے ایسے واقعات کیوں ہو رہے ہیں-

جناب والا! میں یہاں پر یہی کہنا چاہوں گی کہ مردوں کو educate کریں، sensitize کریں- ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جہاں پر بھی ایسا واقعہ ہو اس کا نوٹس سختی سے لیا

جائے۔ جناب والا! یہ جو جرگے ہیں ان کی حیثیت بھی ہمیں پتا ہے کہ ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی بھی ایسے عمل کی اجازت دے دیں جیسا کہ یہ گھناؤنا عمل ہوا ہے جیسا کہ ہری پور میں خاتون کو برہنہ کرکے سڑکوں پر چلایا گیا ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے۔ یہ تو نہ اسلامی ہے اور نہ ہی کوئی اور قانون ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسے اقدام کو ہم مسلمان ہوتے ہوئے اس ملک میں اجازت دے دیتے ہیں اور وہ لوگ ان کو اپنے طریقے سے mould کرکے اپنی cultural values کے ساتھ associate کر دیتے ہیں جو کہ ایک افسوسناک بات ہے کہ مسلمان ملک میں ایسے کام ہو رہے ہیں۔ کون سا اسلام اس کام کی اجازت دیتا ہے؟ یہ تو human rights کے بھی خلاف ہے۔ اگر کسی کی کوئی غلطی ہے تو آپ اس کو بے شک سزا دیں۔ آپ کے پاس قانون ہے، عدالتیں ہیں، ان میں جائیں۔ انسان کی عزت نفس بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ آپ ایک عورت کو اس طرح degrade کریں، اتنا بڑا کون سا جرم یا ظلم ہو گیا ہے کہ آپ اس کو برہنہ کرکے سڑکوں پر گھمائیں۔ برہنہ کرنے کا صرف یہ ایک واقعہ ہی نہیں ہے اگر آپ ماضی میں جائیں تو آپ کو ایک طویل history ملے گی جس میں خواتین کے ساتھ ایسے سلوک ہوتے رہے ہیں۔ جب کسی عورت کے ساتھ ایسا واقعہ ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ایک عجیب سا سکوت تاری ہو جاتا ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی male member نے اٹھ کر اس کی بھرپور طریقے سے مذمت کی ہو۔ ان کو لگتا ہے کہ یہ کام صرف عورتوں کا ہی ہے۔ اگر عورت کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو اس میں بات کرنے کا حق بھی صرف عورتوں کا ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ کوئی انصاف والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! یہ اخلاقی اعتبار سے، دینی اعتبار سے، انسانی اعتبار سے ایک ایسا گھناؤنا فعل ہے اور ہم سب اس کی مذمت بھی کرتے ہیں اور پورا ہاؤس اس میں یک آواز ہے۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں دو، تین points آپ کے سامنے raise کرنا چاہ رہی ہوں۔ ایک تو میں ان کو Opposition نہیں کہوں گی اس لیے کہ یہ ہمارے colleague ہیں، ہمارے بھائیں ہیں جو وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں جب ملائیشاء سے واپس آئی تو

میں نے دیکھا کہ جو یہاں پر میرے ساتھ ایک پیلی پگڑی رکھی ہوتی تھی(ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی طرف اشارہ کیا) آج موجود نہیں ہے اور سومرو صاحب وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں حیران ہو گئی کہ یہ چند دنوں میں یہاں سے وہاں چلے گئے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ محب وطن لوگ ہیں۔ میرا سوال صرف دو لوگوں سے ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب سے اس لیے نہیں کر سکتی کہ وہ میرے بڑے ہیں، سینیٹر ہیں اور میں ان کا بڑا احترام کرتی ہوں۔ میرا سوال اسحاق ڈار اور ہارون خان سے ہے اور اس کا جواب بھی انہیں ہی مجھے دینا چاہیے کہ آپ نے اپنی recommendations Finance Committee کو بھیجیں، یہ آپ کا فرض بنتا تھا، آپ کا جتنا مرضی اختلاف ہو، آپ کا چیئرمین سے اختلاف ہو سکتا ہے، ہمارے ساتھ اختلاف ہو سکتا ہے مگر یہ بجٹ عوام کا بجٹ ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو مالیاتی امور کو بخوبی جانتے ہیں اور ان کی اس کی نبض پر گرفت ہے۔ کیا ان کا فرض نہیں بنتا تھا کہ اس کمیٹی میں بیٹھ کر اپنا output دیتے۔ اب ایک سال کے بعد ' کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک' پتا نہیں اگلا سال آئے گا یا نہیں آئے گا اور ہم ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ بہرحال جناب والا! میری نظر میں یہ دو اشخاص ہیں جن کی بہت اچھی گرفت اس پر تھی، اس کمیٹی میں اپنی output نہ دے کر زیادتی کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لیے یہ قوم سے اور غریب عوام سے معافی مانگیں۔ یہ ایک بہن کی درخواست ہے کہ آپ نے کمیٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے، آپ کو یہ زیادتی کسی بھی طور زیب نہیں دیتی۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, on a point of personal explanation.

Mr. Chairman: Yes, Dar sahib, on a point of personal explanation.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں بڑا احترام کرتا ہوں اپنی بہن کلثوم صاحبہ کا لیکن میرا خیال ہے کہ she has not been fair in giving comments. اس کی وجہ یہ ہے کہ history موجود ہے۔ ہمارا جو کام تھا وہ اپنی سفارشات بنا کر دینا تھا۔ یہ acknowledge کر رہی ہیں کہ 08 members یا باقی جو treasury members ہیں، with all due respect, they have no experience, whatsoever, they are unable to perform, so they should better resign from that committee. The Government should put those members جو کام کو جانتے ہیں۔ ہم نے اپنا فرض پورا کیا، ہم نے باقی

کاٹ کے باوجود 51 proposals دیں۔ ہم نے اس کو اتنا explicit طریقے سے دیا کہ آپ اگر ایک simple graduate کو بھی بتائیں تو اس کو سمجھ آجائے گی کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔

دوسری بات، یہ تاریخ ہے، آٹھ سال ہو گئے ہیں اس کمیٹی میں کام کرتے ہوئے، میں بہت مشکور ہوں ان کے positive remarks کا جو انہوں نے دیئے ہیں، اصل میں ہوتا کیا ہے۔ مشرف صاحب کے زمانے میں جو recommendations پہلے سال آئیں، ان میں کچھ ہم نے legal improvements کیں اور کچھ ان میں fiscal ہوئیں اور جب وہ قومی اسمبلی میں گئیں تو ان کو 30 سیکنڈ میں reject کر دیا گیا۔ Don't forget that. That was the respect that was shown to the Senate of Pakistan. اس کے بعد آہستہ آہستہ انہوں نے ان کی جو خامیاں اور کمزوریاں تھیں، جو قانون میں خامیاں اور کمزوریاں تھیں ان کو adopt کرتے رہے اور جو fiscal measures تھے، جو اصل میں پاکستان کا problem ہے، جو پاکستان کی ضرورت ہے، ان کو adopt کرتے مگر ان کو reject کر دیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی پوری ایمانداری کے ساتھ، collectively آپ کو 51 proposals بھیجی ہیں اور ان proposals کو، جیسے میں نے کہا کہ further explanation کی ضرورت نہیں ہے۔ They are all self-explanatory اور ان میں جو قانون کو ٹھیک کرنے والے حصے ہیں ان کو adopt کیا ہے اور جو دوسرے ہیں ان کو نظر انداز کیا ہے۔ دیکھیں جی آپ کا fiscal problem ہے آپ نے اس ملک کو ٹھیک کرنا ہے۔ اس کے لیے tangible measures ہیں جن کو بتایا ہے کہ آمدنی کو کہاں inflate کیا گیا ہے، expenditure کو کہاں deflate کیا گیا ہے، understate کیا گیا ہے، اس کو آپ کیسے ٹھیک کریں۔ اس کے علاوہ جناب والا! اگر آٹھ سال میں اکثر ساتھی وہی ہیں، اتنی training بھی ہم نہیں دے سکے کہ انہوں نے سمجھنا ہی نہیں تو میرا خیال ہے ان کو چاہیے کہ کسی اور کمیٹی کو adopt کریں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اسی مسئلے پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔ وہ بھی میرے خیال میں اسی مسئلے پر بات کریں گے۔ جی حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ محترمہ سینیٹر فرح عاقل نے ہری پور کا جو issue raise کیا، ہم سب ان کے جذبات و احساسات کے ساتھ ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ایک ایسی جماعت کے رکن نے یہ issue raise کیا، جن کی اس صوبے میں حکومت ہے۔ اگر ہم نہ بولے تو یہ سب کچھ ہوتا رہے گا۔ اس لیے کہ اسلام میں، تمام انسانیت میں عورتوں کا مقام ہے لیکن پشتون معاشرے میں ان کا بہت زیادہ مقام ہے۔ پشتونوں کی حکومت میں آج لوگ گھروں میں مر رہے ہیں۔ لوگوں کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ لوگ، کوئی منسٹر، وزیر اعلیٰ باہر نہیں نکل سکتا۔ تھانے بند کر دیے گئے۔ تھانوں کو گیٹ لگا دیے گئے۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس تک جانے والے فریادیوں کو روکنے کے لیے آٹھ آٹھ بیریر لگا دیے گئے۔ پھر کیا ہو گا؟ یہی ہو گا اور اس کے لیے قوم کو اٹھنا ہو گا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں ہماری محترمہ نے آج اس ایوان میں جو اہم واقعہ بحث کے لیے پیش کیا، میں اس کے لیے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ دیکھیں کہ یہ کس کی حکومت میں ہوا ہے۔ پختونوں کو کس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کا خون کس لیے بہایا جا رہا ہے۔ آج ایک عورت کو برہنہ کر کے بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ اس کی اخبار میں خبر آئی اور پھر ایس ایچ او اس کے گھر گیا۔ حکومت نے اس میں اپنا کیا کردار ادا کیا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ [XXX]* یہ میں نہیں، اس جماعت سے تعلق رکھنے والے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام اراکین ہمارے سامنے کہہ رہے ہیں۔ یہ ہم ذاتیات کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے، یہ ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارا صوبہ ہے، ہمارے صوبے میں ظلم و بربریت ہو رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لیے ان چیزوں کو چھوڑو، عوام کو تحفظ فراہم کرو۔ عوام کو تحفظ دو۔ آپ نہ عوام کو تحفظ دے سکتے ہیں، نہ آپ عورتوں کو تحفظ دے سکتے ہیں تو پھر وہ وقت دور نہیں کہ آپ رات کے وقت اس بادشاہ کی طرح بھاگ جائیں گے۔ ماضی کی تاریخ نہیں بلکہ چند مہینوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، پھر آپ کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔ اس لیے میں اپنے معزز اراکین اور خصوصاً حاجی عدیل جیسے بہادر، سچائی کے پیکر، سامنے بات کرنے والے سے کہتا ہوں کہ ان کو ایوان میں نہیں، ان کے پاس جا کر ان کو سمجھائیں کہ خدا کے لیے! یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پاکستان کی چونسٹھ سالہ تاریخ میں اس طرح کی مثالیں آپ کو نہیں ملیں گی، جو پختونخوا کی حکومت میں آپ کو مل رہی ہیں۔ اس لیے میری التجا ہے۔ میں اپنی

---

*[XXX words expunged by the order of Mr. Chairman on 22-06-2011]

بہن کے ساتھ مکمل یکجہتی کا یقین دلاتا ہوں اور یہ کہتا ہوں یہ بات ادھر بھی اٹھائیں۔ ادھر جائیں۔ حکومت آپ کی ہے۔ اپنی حکومت سے بات کریں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ نے کچھ فرمانا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو بھی موقع ملے گا۔ ہارون صاحب! آپ کو بھی موقع ملے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ اس مسئلے پر تو میں اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں لیکن محترمہ کلثوم پروین صاحبہ نے جو بات کہی ہے، اس کے سلسلے میں، میں بھی دو تین وضاحتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی ضرور۔

Recommendations for the Budget 2011-12, by the Senate Standing Committee on Finance

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پہلی بات یہ ہے کہ مالیاتی کمیٹی نے درحقیقت بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ میں نے، ڈار صاحب نے، احمد علی صاحب نے، ہمیشہ دن رات کام کیا ہے لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ اسمبلی نے نظر انداز کیا بلکہ سی بی آر، فنانس منسٹری اور ہر وہ منسٹری، جن سے ہماری سفارشات متعلق تھیں ان کو بلا کر ہم نے ان کو convince کیا ہے، وہاں انہوں نے بیشتر چیزوں کو تسلیم کیا ہے کہ ہاں! آپ کی یہ باتیں صحیح ہیں، یہ ہونا چاہیے،اس کے باوجود ہماری recommendations کو ایوان میں، اسمبلی میں درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو کہ ہم نے سینیٹ سے بائیکاٹ کیا ہوا تھا، کمیٹی کو اپنی تجاویز بھیجی ہیں۔ پریس کو دی ہیں اور کل پریس کانفرنس کر کے اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے اپنا نقطہ نظر عوام تک پہنچایا ہے۔ آخری بات میں یہ کہوں گا کہ جہاں آپ ہم سے ایک اصولی موقف کی بنا پر عدم شرکت کی شکایت کر رہے ہیں، وہاں ذرا یہ بھی سوچیے کہ جس سرکاری پارٹی کے آٹھ افراد وہاں تھے، ان میں سے کتنوں نے شرکت کی ہے۔ کتنی بار تین افراد بھی نہیں تھے کہ کورم ٹوٹا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ فنانس کمیٹی میں کبھی کورم ٹوٹا ہو۔ ہمیشہ ہم لوگ تین نہیں، چار نہیں، چھ سات آٹھ ہوا کرتے تھے لیکن اس

مرتبہ ایسا نہیں ہوا۔ انہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ ان کا اپنا کیا کردار رہا ہے اور کیا وہ seriously بجٹ کو، ہماری تجاویز کو اور سینیٹ کی تجاویز کو لے رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زاہد صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چھوڑ دیجیے۔ بات ہو چکی ہے۔ اب ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! غلام علی صاحب ایوان میں ایسی بات کرنا چاہتے تھے، جس سے اخبار میں ان کی خبر آئے۔ اس دن بھی یہ اٹھے اور یہ بات کی۔ میرے خیال میں یہ بھول جاتے ہیں لیکن قوم کا حافظہ ٹھیک ہے۔ ہر چیز کو note لگتا ہے۔ اس لیے کہ جب پرویز مشرف کے خلاف تمام سیاسی جماعتوں نے، جو صحیح تھیں، استعفیٰ دیا تھا، ان کے وزیر اعلیٰ اپنی کرسی پر براجمان تھے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب میری بات سن لیں۔ انہوں نے اپنی بات کی ہے، آپ میری بات بھی سن لیں۔ جب ان کے وزیر اعلیٰ بیٹھے تھے اور جماعت اسلامی کے سپیکر اور جماعت اسلامی نے ہمارے ساتھ استعفے دیے تھے تو ان کے وزیر اعلیٰ نے ان پر الزام لگا دیا کہ سپیکر نے اتنے غبن کیے، اتنی رشوت لی، اتنی کرپشن کی۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں طعنے دے رہے ہیں۔ یہ جو پانچ سال آپ نے حکومت کی ہے، پختونوں کا تمام خون بہنے کے ذمے دار آپ ہیں۔ افغانستان کے ڈالر آپ لوگ کھاتے رہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ حوصلہ رکھیں۔ ہم آپ کی سنتے رہے۔ یہی تو چور کی داڑھی میں تنکا ہے۔ اگر داڑھی میں تنکا نہیں ہے تو بیٹھ کر سن لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ زاہد صاحب۔ زاہد صاحب آپ کا موقف آ گیا۔

(مداخلت)

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: میری گزارش ہے۔ دونوں طرف کے سینیٹر صاحبان سے گزارش ہے کہ سیاسی debate کا موسم normal رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کا مائیک کھول دیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو آپ کورٹ میں جائیں۔ اگر کہیں کرپشن ہو رہی ہے تو آپ کورٹ میں لے آئیں۔[XXX]* کیا بات کر رہے ہو۔ ہم یہ چھیڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ سیاست کا مقابلہ سیاست سے کیا جائے۔ سیاست کو ذاتیات تک نہ لے کر جائیں۔ کسی کو گالی نہ دیں۔ [XXX]* یہی اس ملک کی ریت ہے۔ آپ ایک طرف تو کوشش کر رہے ہیں کہ معاشرہ ٹھیک طرح سے چلے، دوسری طرف آپ ایسی من گھڑت باتیں کرتے ہیں۔ ایک خاتون اٹھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے کہا کہ وہاں پر واقعہ ہوا۔ کیا چیف منسٹر نے کہا تھا کہ جا کر وہاں یہ کرو؟ مسجد سے آپ کے ایک ملا نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ آپ کو شرم آنی چاہیے۔ آپ اس کے خلاف فتویٰ دیں نا۔ جا کر جہاد کریں نا۔ آپ نے خود سب کچھ کیا۔ آپ کے لوگ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ آپ کے مولانا فضل الرحمٰن پر جب حملہ ہوا، [XXX]* آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ ہم کہنا نہیں چاہتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ملک میں ہمارا بھائی چارہ، ملک میں ہماری دوستی برقرار رہے۔ اگر آپ انگلی اٹھائیں گے تو ہمارے پاس اتنی باتیں ہیں کہ آپ جواب نہیں دے سکیں گے۔ لہذا، جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں جن کا کوئی مطلب نہیں، جن کا اس واقعہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور ایک ممبر اٹھ کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں---

مجھے پتا ہے، آپ دیر کے رہنے والے ہو، میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں، آپ جس وقت وہاں سے آئے تھے تو کس طرح آئے تھے اور میں کس طرح آیا تھا---

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب، ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں ان باتوں میں نہیں جانا چاہتا اس لیے چاہتا ہوں کہ وہ بات کریں جو صحیح ہو، غلط بات نہ کریں۔

---

* *[XXX words expunged by the order of Mr. Chairman on 22-06-2011]*

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you آپ کا موقف آگیا ہے۔ بہت شکریہ سردار علی صاحب، اس پر بہت I think we should proceed further now. discussion ہو چکی ہے let us proceed further now.

Law and Order Situation in Peshawar

سینیٹر سردار علی خان: جناب چیئرمین! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں حاجی غلام علی صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں، ہمارے بھائی اور دوست ہیں، مجھے بڑے عزیز ہیں۔ زاہد خان صاحب بھی ہمارے دوست، بھائی اور عزیز ہیں۔ مجھے آج بہت افسوس ہوا کہ حاجی صاحب نے ایسی بات کی۔ ملک میں جو terrorism ہو رہا ہے، اس کا تو سب کو پتا ہے کہ اس میں international powers are involved. ہمارے ملک کے خلاف بہت بڑی conspiracy ہوئی ہے، اس میں low intensity war ہوئی ہے اور یہ پورے border اور ہمارے فاٹا کے علاقے میں ہو رہی ہے جس میں ہمارے بچے اور عورتیں مر گئی ہیں۔ Peshawar has become so unsafe کہ بچے باہر جاتے ہیں تو فکر ہوتی ہے کہ وہ واپس آئیں گے کہ نہیں۔ اس قسم کے حالات میں حاجی صاحب، ہم اور ہمارے بچے بھی وہیں رہ رہے ہیں۔ مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہوا۔ بات یہ نہیں ہے کہ حکومت PPP یا ANP کی ہے اور Chief Minister کون ہے۔ اس وقت جو کچھ وہاں پر ہو رہا ہے اور صوبائی حکومت نے اس terrorism کے دور میں جس ہمت اور بہادری سے stand لیا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں زاہد خان کے گھر پر حملہ ہوا اور ان کے گھر پر کیا ہوا؟ افتخار حسین صاحب، میرے گاؤں کے رہنے والے ہیں، میرے رشتہ دار بھی ہیں، ان کے بچے کی شہادت ہوئی۔ فرح عاقل کے خاوند پر، افراسیاب خان اور اسفند یار ولی پر حملہ ہوا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک incident ہری پور میں ہوا جس پر I don't think اس House میں کوئی بھی ایسا شخص ہو گا جو اس پر خفا نہیں ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم سب unanimously اس کو condemn کرتے ہیں لیکن اس واقعہ کی بنا پر یہ کہنا کہ law and order situation ٹھیک نہیں ہے۔ میں یہاں پر اپنے معزز دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ I don't want to score points and I always listen to my colleagues and brothers. I want to learn from what my colleagues have to say here but I would like to say here that we are in a state of war اور war کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ war is the father of all kings and it is the motive

اس وقت ملک میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے، ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم اس پر of financial change. کس حد تک پیسے خرچ کر رہے ہیں I don’t want to go into budget but I would say کہ یہاں جو budget present ہوا ہے وہ ہی بڑا مسئلہ ہے۔ میں حاجی صاحب سے ایک request کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس قسم کی باتیں بالکل نہ کریں۔ میرا خیال ہے جو ملک میں ہو رہا ہے، بہتر یہی ہے کہ ہم unite رہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you. جی ڈپٹی چیئرمین صاحب۔

Terms of Reference – Wage Board for Journalists

سینیٹر جان محمد خان جمالی (ڈپٹی چیئرمین): ڈپٹی چیئرمین شاذو نادر ہی بات کرنے کے لیے اٹھتا ہے۔ وہاں بیٹھ کر میں سب کو موقع دیتا ہوں، مجھے موقع نہیں دیا جاتا۔ بہت مہربانی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سارے ایوان کا نکتہ نظر دو چیزوں پر چاہوں گا، وہ آئے گا لیکن میں ذرا focus کرانا چاہتا ہوں۔ ہمارا چوتھا ستون میڈیا ہے، کل ان کا ایک بہت بڑا issue تھا۔ پچھلے کئی سالوں سے بہت سے صحافی شہید ہو چکے ہیں، ان کا issue تھا۔ اس House نے ایک کمیٹی بنائی جس کے terms of reference Leader of the House and Leader of the Opposition طے کریں گے اور وہ صرف سلیم شہزاد کے قتل اور جو تڑیاں ترکئی اور ''آواز'' والے کیمرہ مین کو مل رہی تھیں، ان کو نہیں، یہ فیصلہ بھی ہے کہ جو TOR کی جو request کی گئی ہے کہ ان کا medical and life insurance کیسے ہوگا۔ ان کا Wage Board کہ ان کے مالکان ان کو تنخواہیں دینے کے کیسے پابند ہوں گے۔ کل مجھے ان کے دھرنے میں کوئی مالک نظر نہیں آیا، وہاں سیاستدان، یہ لوگ اور civil society کے لوگ تھے۔ ایک تو terms of reference کا تھا جو بہت vast ہے جس کا کل طے کیا گیا ہے اور ان کے پاس ایک ہفتے کا وقت ہے۔

دوسرا، ان points of order کے بعد جو debate شروع کی جائے گی، جناب چیئرمین! وہ بہت منفرد ہے۔ ایک unique debate ہے۔ ہماری پارلیمانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میری ممبران سے گزارش ہے کہ اس پر focus کریں اور اپنے دلائل سے ایک ایسا precedent and convention بنا دیں کہ دوبارہ ایسے مواقع پر ایسی کوئی confusion نہ ہو۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو ہری پور میں واقعہ ہوا ہے، میں کل وہاں گیا تھا، وہاں صحافی بھی ملے۔۔۔

جناب چیئرمین: اس پر تو بحث ہو چکی ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں مختصر بات کروں گا۔ وہاں کے مقامی لوگ بھی ملے اور انہوں نے اس واقعے کے حوالے سے۔۔۔

Mr. Chairman: Let the law takes its own course as far as Haripur incident is concerned.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: یہ انتہائی شرمناک اور افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ ٹھیک ہے حاجی غلام علی نے جذباتی انداز میں بات کی اور میرے خیال میں اس واقعے سے ہر پاکستانی جذباتی ہوا ہوا ہے۔ کبھی سنتے تھے یا اخبارات میں آتا تھا کہ پنجاب میں اس قسم کے واقعات ہوئے کسی وڈیرے، کسی چوہدری نے فیصلہ کیا لیکن خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس طرح کے واقعات کبھی سننے میں نہیں آئے نہ ان علاقوں کا ایسا کلچر ہے۔

Mr. Chairman: Everybody has condemned it.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: خواتین کو قتل کرتے ہیں، بہت تکلیف دیتے ہیں لیکن اس طرح برہنہ کر کے پھرانا۔۔۔

Mr. Chairman: It is very condemnable.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اس میں حکومت کی بھی کوئی ذمہ داری بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں وہ دیکھیں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اب یہ سب کچھ ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں اور اگر آئینہ دکھایا جاتا ہے تو یہ برا مانتے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں اب بات ہو گئی ہے۔ Thank you مولانا صاحب۔ حاجی عدیل صاحب، بول لیجیے۔ انہوں نے کوئی خاص بات نہیں کی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں عرض کرتا ہوں کہ ضیاء الحق سے لے کر مشرف کے دور تک ہمارے ہاں دو چیزیں ہوئی ہیں۔ ایک بنیاد پرستی کی ترویج اور دوسرا کرپشن کی ابتدا ہوئی ہے۔ کرپشن پہلے بھی تھی لیکن جس بھرپور انداز سے، میں وہ حوالے نہیں دینا چاہتا جب کہ----

جناب چیئرمین: چلیں اب allegation and counter allegation چھوڑیں۔ Let us proceed further.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ اس ملک میں جب تک بنیاد پرستی کو ختم نہیں کریں گے، جب تک فتویٰ بازی ختم نہیں ہو گی اور مسجد کا مولوی اور مدرسے کا استاد جو غلط تربیت دے رہا ہے، اس کو ختم نہیں کریں گے تو ایسے واقعات ہوں گے۔ ایسے واقعات پختونخوا، پنجاب، بلوچستان اور سندھ میں بھی ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ان بنیاد پرستوں کے خلاف بات کرنے سے ڈرتے ہیں یہ مذہب کے نام پر exploit کرتے ہیں، ان کی جائیدادیں دیکھیں، ان کے مدرسے اور ان کے محل دیکھیں----

جناب چیئرمین: آپ personal نہ ہوں چھوڑ دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، پلیز اب آپ personal نہ ہوں۔ اچھا ٹھیک ہے، thank you.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، .thank you ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بہت شکریہ۔ بخاری صاحب، item No. 2 کے بارے میں کیا---- حاجی صاحب، پلیز۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، زاہد صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر حاجی غلام علی: یہ اس لیے مخالفت کر رہے ہیں کہ ایک مدرسے کے طالبعلم نے ولی خان کو اور ایک مدرسے کے طالبعلم نے اسفند یار ولی کو شکست دی ہے۔ ان کے لیڈر کو ایک مدرسے کے طالبعلم نے شکست دی، یہ اس لیے مدرسے کی مخالفت کر رہے ہیں---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، پلیز۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، آپ Item No. 2, defer کرنا چاہتے ہیں؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, Law Minister is here.

جناب چیئرمین: Law Minister Sahib یہ Item No. 2 ہے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر قانون): یہ قومی اسمبلی میں pass ہو گیا ہے، یہاں بھیجا گیا ہے، مجھے move کرنے دیں، پھر جو بات ہو گی دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب، پہلے move تو کرنے دیں۔ ابھی motion move ہی نہیں ہوا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اگر وہ motion rules کے مطابق move ہو جائے تو بہتر ہو گا، آپ مجھے سمجھا دیں گے، اگر میری بات درست ہوئی تو آپ اس کو مان لیں گے۔

جناب چیئرمین: چلیں فرمائیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! آج کے ایجنڈے میں Item No.4 پر Presidential Address پر discussion ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، پہلے Item No.2 کی بات کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ اسی حوالے سے ہے۔ Item No.2 move کرنے کے لیے rules میں باقاعدہ دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں، ٹھیک ہے، .thank you دیکھیں، ان کا کہنا ہے کہ Presidential Address کیونکہ no other business can be taken ہے۔ بہرحال ہم نے debate بھی start کرنی ہے، پروفیسر صاحب نے debate start کرنی ہے۔ آپ یہ point نہ اٹھائیں، point valid ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: میرا خیال ہے کہ point clear ہو جائے تو اچھا ہو گا یعنی debate ہو سکتی ہے، میں rule پڑھ کر سناتا ہوں، بات clear ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: آپ جو بات کر رہے ہیں، مجھے rules کا علم ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: نہیں، وہ ہو سکتا ہے۔ جناب! question put کرنا ہو گا۔ یہ Rule 33 sub-Rule 2 ہے۔

جناب چیئرمین: یہ Rule 2 میں ہے کہ Government business لے سکتے ہیں۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جی ہاں لیکن اس میں ہے کہ "the Chairman shall forthwith put the question" یعنی آپ question کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ آپ Rule 1 کی (b) clause ذرا ملاحظہ فرما لیجیئے "other business of a formal character like laying of reports, a document excluding adjournment motions" adjournment motions exclude ہوئی ہیں اور ہماری بے شمار adjournment motions اسی دوران آتی رہی ہیں۔ آپ اگر ایجنڈے پر نظر ڈالیں تو یہ 22nd March, 2011 کو یہاں پر آیا ہے یعنی March کا session گزرا، اس کے بعد اپریل کا گزرا اور غالباً مئی سے یہ تیسرا یا چوتھا session ہے اور ہمارے adjournment motions صرف اس وجہ سے نہیں آرہے کہ Presidential Address پر debate ہو رہی تھی۔ اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو conclude کیا جائے، یہ conclude بھی نہیں ہو رہی، اس پر تقاریر ہو چکی ہیں اور یہ ایجنڈے پر آتی ہے، اس کی وجہ سے ہماری کارروائی رک جاتی ہے۔ ہم نے انتہائی اہم مسائل پر adjournment motions جمع کروائی ہیں اور بڑی تعداد میں جمع کرائی ہیں لیکن وہ اسی وجہ سے نہیں

آرہی۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس کو ایجنڈے سے ختم کرنے کے لیے حکومت اپنا کردار ادا کرے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I would there was another issue میں کہا، previous session ہم نے reply to this that and that was on the request of the members دی گئی preference جس کو but کر لیتے ہیں conclude میں نے کہا تھا کہ ہم اس کو from the Treasury Benches other issues کہ ہمارے there was a voice from the Treasury Benches previous ہم دی جائے۔ preference ان کو they are more important, ہیں، even we would like to conclude in this کرنا چاہتے تھے conclude میں session we have gone through this, the Bill can اور جو ان کا اعتراض ہے session also be laid sir, it can be introduced.

جناب چیئرمین: پہلے sense of the House لے لیں کیونکہ debate شروع کرائی ہے۔ If the sense of the House is there, we will take up the Government Bill. The sense of the House is there, so, we take up the Bill, we may now take up Item No.2, Mr. Maula Bukhsh Chandio, Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs may move the motion.

Legislative Business

The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011

Mr. Maula Bukhsh Chandio (Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs): I beg to move that the Bill to provide for regulation, coordination and policy direction for vocational and technical training [The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: حکومت کی طرف سے وضاحت آجائے۔

جناب چیئرمین: جی ضرور بات کریں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! اگر اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ اس میں 18th Amendment کے بعد جو provincial autonomy ہے، جو education سے متعلق ہے، اس پر کوئی بات نہیں آئے گی تو میں oppose نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کو retrospective effect دیا جا رہا ہے، with effect from 28th February, 2011 ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں، اس کا immediate effect کیوں نہیں ہے، retrospective effect کیوں ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب! آپ کا کوئی point ہے۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جی Law Minister صاحب اس کو confirm کریں گے، میں جو share کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آپ بھی note کریں۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: یہ جو Bill originally تھا، اس پر پروفیسر صاحب کے concerns تھے، وہ تھے، اس پر education کا لفظ بھی تھا، اس پر اور بھی چیزیں تھیں اور PML (N) نے initiative لیا اور National Assembly میں ان چیزوں کو remove کروایا۔ Provincial autonomy کے تحت Concurrent List abolish ہونے کے بعد education صوبوں کے پاس چلی گئی تو یہ amended bill ہے، original bill نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you. جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پروفیسر نے جو کہا ہے، اس کا جواب ڈار صاحب نے بھی دے دیا ہے۔ یہ Federal Legislative List میں item 16 پر آتا ہے، the word that was education that was removed and it was considered in the

National Assembly and with the consensus it was passed from now it falls ہوگیا ہے، amend یہ there, earlier there was an objection to it. under Rule 16 sir.

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔

It has been moved that the Bill to provide for regulation, coordination and policy direction for vocational and technical training [The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill, there is no amendment in Clauses 2 to 21, therefore, I put these clauses together as one question before the House and the question is that Clauses 2 to 21 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Clauses 2 to 21 stand part of the Bill. We may now take Clause 1, the preamble and title of the Bill, the question is that Clause 1, the preamble and title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Mr. Law Minister *Sahib,* please, move Item No.3.

Mr. Maula Bukhsh Chandio: I beg to move that the Bill to provide for regulation, coordination and policy direction for vocational and technical training [The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for regulation, coordination and policy direction for vocational and

technical training [The National Vocational and Technical Training Commission Bill, 2011], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously. Now, we take up the debate.

جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ پچھلے دنوں 21 مئی کو ہمارے سابق Leader of the Opposition جناب وسیم سجاد صاحب نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں دیگر کئی ممالک کی طرح پارلیمانی نظام رائج ہے اور پارلیمانی نظام ہو یا کوئی بھی democratic نظام ہو، تب تک وہ نظام آگے نہیں چل سکتا، بڑھ نہیں سکتا، لوگوں کی نمائندگی اس انداز سے نہیں ہو سکتی جب تک حزب اختلاف کو recognize نہ کیا جائے، اس کو accept نہ کیا جائے، اس کو مانا نہ جائے۔ اس principle کے تحت پوری دنیا میں جہاں پر حزب اقتدار کو مانا جاتا ہے اور اس کو right دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تعداد کے حوالے سے اپنے ملک میں حکومت قائم کرے اسی انداز اور spirit سے حزب اختلاف کے اراکین اور ان کی parties کو بھی یہ right دیا گیا ہے کہ وہ اپنا حزب اختلاف کا role constitutionally and legally ادا کریں، اگر کہیں بھی اور کسی طریقے سے بھی حزب اختلاف کی آواز کو، تعداد کو اور خیالات کو جبر سے، state power سے، misuse of power سے، غلط interpretation سے، دیدہ دانستہ یا غیر دانستہ force کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے جمہوریت کی spirit کو اور ملک کے constitution کی smooth running بالخصوص پارلیمنٹ کو بہت بڑا دھچکا پہنچتا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا اور معزز ایوان کا وقت بچاتے ہوئے عرض کروں گا کہ پچھلے چند دنوں میں جب یہ بجٹ اجلاس چل رہا تھا-------

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں آپ سے ایک عرض کروں کہ یہ decide ہوا ہے کہ we will confine the arguments on the Constitutional, Legal position and Rules of Procedure کے مطابق کریں، بیچ میں politics کو مت لائیں، یہ آپ سے ایک request ہے۔ یہ بڑا serious matter ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں ادھر ہی آرہا ہوں، یہ کوئی اتنی بڑی مشکل proposition نہیں ہے جو جناب جیسے ایک اچھے قانون دان کے لیے مشکل ہو، جو پچھلے تین ساڑھے تین سال سے اس ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔ Proposition بڑی simple ہے۔ میں جناب سے بالکل agree کرتا ہوں کہ constitutionally and rules کے مطابق بات ہو گی۔

Mr. Chairman: Thank you.

Further Discussion on the Appointment of the Leader of the Opposition

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! 21مئی کے بعد جب حزب اختلاف اپنے کمانڈر سے ہاتھ دھو بیٹھی اور انہوں نے resign دے دیا، best reason, best known to him and his party, میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن بغیر حزب اختلاف کے کمانڈر کے ہاؤس نہیں چل سکتا۔ حزب اختلاف کے کمانڈر کی تعریف جو ہمارے rules میں دی ہوئی ہے، میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا اور جس کے اختیارات Rules II discretion, opinion میں ہیں۔ جناب کی اجازت سے Leader of the Opposition means a member of a House, who in the opinion of the Chairman of the Senate is for the time being the leader of the members. جناب چیئرمین! اس میں کچھ اور بھی ہیں جو کہ میں جناب کی خدمت میں پیش کروں گا اور یہاں پر leader of the members in Opposition, ہے، یہاں پر لفظ party نہیں ہے، political party, parliamentary party کا لفظ نہیں ہے، یہ members sitting in the Opposition to the government in the House. ہے Leader of the Opposition in the Senate and no doubt that is in the opinion of the Chairman.

جناب چیئرمین! میں یہ کیسے مان سکتا ہوں، ہاں کوئی اور چیئرمین جو law graduate نہ ہوتا، practicing Advocate نہ ہوتا کہ اس میں in the opinion کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ چیئرمین صاحب کو اچانک رات کو خواب آئے، وہ اٹھیں اور کہیں کہ in my opinion Zafar Ali Shah will be the Leader of the Opposition. No, opinion کے پیچھے history ہے، جناب نے خود بھی بے شمار case کیے ہوئے ہیں کہ opinion, discretion, consent کے

پیچھے بے شمار law پڑا ہوا ہے کہ جناب چیئرمین opinion کیسے build کریں گے، آپ اس opinion تک کس طرح پہنچیں گے۔ اس میں ایک اور بات بھی ہے کہ جب دو دھڑوں سے، دو لیڈروں سے، جناب محترم اسحاق ڈار صاحب اور محترم حیدری صاحب چونکہ یہ numerical game ہے اسی لیے جمہوریت کا بڑا پرانا اور well known maxim ہے کہ "جمہوریت میں بندوں کو گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا"۔ جناب والا! آپ کے پاس دونوں دھڑوں کی تعداد with signatories موجود ہے کہ ہمارے حزب اختلاف کا لیڈر حیدری صاحب یا جناب اسحاق ڈار صاحب ہوں گے۔ میں لمبی بات میں نہیں جانا چاہتا، یہ ریکارڈ کی بات ہے اور جناب اس ریکارڈ کے custodian ہیں۔ اس ریکارڈ میں 24,25 signatories نے یہ لکھ کر دیا کہ ہمارے Leader of the Opposition جناب اسحاق ڈار صاحب ہوں گے۔ اب ایک controversy پیدا ہو جاتی ہے یا پیدا کی جاتی ہے اور وہ یہ کہ اس میں 9 honourable members جو ایک political party سے تعلق رکھتے ہیں، میں یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ جو ہمارے پاکستان کا پارلیمانی نظام ہے، no doubt political parties politics اور پارلیمانی parties کو command کرتی ہیں لیکن after election جب پارلیمنٹ کے اندر political parties داخل ہوتی ہیں تو وہ political parties نہیں رہتیں، وہ پھر پارلیمانی parties بن جاتی ہیں۔ میں اس detail میں نہیں جانا چاہتا، reason best known to him, ان کا اپنا political جوڑ توڑ ہے کہ وہ حزب اختلاف کا bench، حزب اختلاف کا دھڑا، حزب اختلاف کی Chair چھوڑ کر چلے گئے، اب کہاں گئے، میں پیچھے نہیں جانا چاہتا اور نہ مجھے دلچسپی ہے لیکن ہمارے اس Leader of the Opposition کو nominate کرنے میں اور opinion تک پہنچانے میں جو controversy پیدا ہو گئی ہے کہ اس گروپ کے، اس پارلیمانی پارٹی کے 9 معزز اراکین سینیٹ جنہوں نے اپنی اس پارٹی کے خلاف فیصلہ کیا جو کہ split ہو گئی اور split ہوتی ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، کتابیں بھری پڑی ہیں، انڈو پاک میں، برصغیر میں ہندوستان کی سب سے بڑی پارٹی کانگریس میں split ہو گئی، آدھی حکومت کی طرف چلی گئی اور آدھے حزب اختلاف کی طرف چلے گئے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی بڑی دلچسپ بات ہے کہ 4 مئی کو much before the resignation of Mr. Wsim Sajjad, اور اس سے بھی پہلے چونکہ پارلیمانی practice ہے انہوں نے تحریری طور پر آپ کو کہا کہ ہم اراکین سینیٹ اپنی سیٹیں حزب اختلاف کے دھڑے میں retain کرنا چاہتے ہیں۔ جس کو جناب نے allow کیا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے اور یہ record tamper نہیں ہوا، انتخاب کی بات تو بعد میں آئی، یہ تو 6 جون کو آپ کا

notification and opinion black and white میں باہر آیا، تو ان 9 ممبران نے بہت پہلے یہ کہہ دیا کہ ہم حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھنا چاہتے ہیں۔ اب جناب چیئرمین! constitutionally میں، آپ، کوئی بھی nobody can raise the question کہ ان 9 اراکین کو کہے کہ آپ یہاں نہیں بیٹھ سکتے، آپ کون ہوتے ہیں یہاں بیٹھنے والے۔ میں اس طرف بھی آؤں گا کہ 63-A کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے، جو سابقہ تھی اور جو موجودہ ہے، آیا وہ ان کو کتنا کچھ bar کرتی ہے، کتنا barrier ان کے آگے رکھتی ہے کہ وہ جا سکتے ہیں یا نہیں جا سکتے۔ اس لیے وہ 9 معزز اراکین سینیٹ جو 25, 26 members میں سے signatories ہیں اور جنہوں نے اسحاق ڈار صاحب کے حق میں اپنی consent دی کہ He will be our Leader of the Opposition.

جناب والا! یہیں پر ایک اور controversy پیدا ہو گئی کہ some members five or seven members from FATA یہاں پر ہیں۔ جناب والا! میں یہاں پر ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کی آنکھ، آپ کا دماغ اور سینیٹ سیکرٹریٹ اور سینیٹ سیکرٹری اور یہ در و دیوار پچھلے تین سال سے watch کرتے رہے، دیکھتے رہے کہ وہ معزز اراکین فاٹا کہاں بیٹھے رہے، وہ کس کو ووٹ دیتے رہے، ان کی رائے کس طرف تھی۔ جناب والا! یہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہے اور جناب کی observation کا بھی حصہ ہے کہ وہ admittedly حزب اقتدار کے کیمپ میں بیٹھے رہے۔ جناب والا! یہ جو بیک وقت تلوار چلائی گئی ہے حزب اختلاف کے لوگوں کی رائے پر کہ ایک طرف تو یکمشت ان کے نو معزز اراکین سینیٹ کو ایک طرف کر دیا گیا اور دوسری طرف فاٹا کے وہ معزز اراکین جن کا تعلق حزب اقتدار سے ہے اور جو admitted fact ہے ان کو دوسری طرف count کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین! یہ ہو نہیں سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ میں جناب کی توجہ جو commanding Article of the Constitution ہے Article 66 کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں جناب کی اجازت سے Article 66 of the Constitution پڑھتا ہوں

"Privileges of members: Subject to the Constitution and to the rules of procedure of the Parliament, there shall be freedom of speech in the Parliament and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said or any vote given by him in the Parliament, and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Parliament."

جناب چیئرمین! اتنی sacrosanct ہے ، اتنی protection ہےاس مقدس کتاب کی طرف سے honourable member کو اس کے vote cast کرنے میں۔ کوئی ضابطہ ، کوئی قانون ، کوئی discretion کوئی opinion اس کا right of vote نہیں چھین سکتا۔ subject to the Constitution is there میں اس طرف بھی جناب کی توجہ دلاؤں گا چونکہ وہ 63(A) والی بات آئے گی وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اس لیے جو Article commanding ہے Constitution کا وہ ہے 66 اس پر ساری طاقت ایوان کی گھومتی ہے۔

اس لیے جناب کی توجہ Article 63 کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایک پارلیمانی پارٹی نے یا ان کے مانیٹر نے یا لیڈر نے، میں ایک اور بات آپ کو بتا دوں جو بڑی interesting بات ہے۔ اس کی کاپی بھی میرے پاس ہے کہ وہ پارٹی جن کے پارلیمانی لیڈر جناب چوہدری شجاعت صاحب ہیں، ان کا اپنا ایک dispute اس سے بہت پہلے وہ subjudice ہے لاہور ہائی کورٹ میں جس پر ان کے اپنے اراکین کا split ہوا ان کی پارٹی میں انہوں نے الیکشن کمیشن کو بھی فریق بنا کر اور ان کی صدارت کو چیلنج کیا ہوا ہے وہ subjudice ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ (1) Article 66 Clause کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے وہاں پر یہ ہے کہ right of exercise of vote of a member can't be challenged in court. اس argument کے پیچھے آپ کا یہ مدعا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں عرض کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: I just want to clarify it.

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔ میرا خیال ہے یہ آپ کی query تھی آپ نے Article 66 Clause1 کا جو حوالہ دیا اس میں آپ یہ emphasize کرنا چاہ رہے ہیں کہ right of exercise of vote of a member can't be challenged in Court. اسی طرف آپ جا رہے ہیں۔ please continue.

Senator Syed Zafar Ali Shah: Nine honourable members had exercised their vote according to their conscience,

اور جو 63 کا embargo ہے میں A-63 کی طرف بھی آجاؤں according to the Constitution
گا کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن میں فی الحال یہ کہہ رہا ہوں کہ ان نو معزز اراکین سینیٹ جنھوں نے اپنی
رائے دی، اپنا ووٹ دیا، اپنی consent دی، جناب والا! ان کی اس رائے کو، ان کے ووٹ کو with
due respect to the Chairman کوئی چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین Any member and to
the extent of the court یہاں پر لکھا ہوا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ کہیں کہ نہیں ہم آپ کی
بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور ہمارے کیس میں نہیں کیا گیا ان کو exclude کر دیا گیا they are
human beings زندہ ہیں، اللہ انہیں زندہ رکھے they are sitting on this side of the
Opposition Benches اور ان کی رائے کو، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا اور میں
intention of the Chair پر کوئی الزام نہیں لگانا چاہتا لیکن یہ ایک بہت بڑی بات ہے، اور یہ
Indian Parliamentary practice میں بھی ہے اور یہاں یہ کہا بھی جائے گا اور کہا بھی جا رہا ہے
کہ نہیں جی فیصلہ review نہیں ہوسکتا۔ review and revision کی philosophy بھی آپ سے
زیادہ کون سمجھتا ہے۔ اسی لیے اور فیصلہ ہوا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسے فیصلے جن میں کوئی
substantial question rise ہوتا ہے وہ review کیے جاتے ہیں اور In my case کہ جہاں پر
نو اراکین ہیں ان کو exclude کر دیا گیا اور ہم یہ کہیں گے کہ وہ کیسے exclude کیا گیا under
what authority کیا گیا جو opinion کہ otherwise contrary کیا گیا وہ کس ریکارڈ کے تحت
کیا گیا۔ اب اسی میں، میں 63A پر آتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی 63 A ضرور ضرور۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: 1997 میں جب پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی تو تب یہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ پرانے Constitution میں ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ابھی چونکہ لاگو جو ہے وہ پہلا ہی ہے 18th Amendment والی ابھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے علم ہے اس لیے میں نے کہا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! 1997 میں جب مسلم لیگ کی حکومت تھی تو یہ تب نافذ تھا۔

جناب چیئرمین: ذرا پرانا Constitution دیجیے گا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ابھی چونکہ لاگو پہلے والا ہے، 18th Amendment والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے علم ہے، اسی لیے میں نے کہا۔ میرے پاس جو کتاب ہے وہ 2010 کی ہے، میرا خیال ہے 18ویں ترمیم کے بعد کی ہے۔ I want to read the book which is prior to that. چونکہ 63(A) پرانا ہے، نیا تو ابھی نافذ نہیں ہوا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! یہ سیکرٹری صاحب کے پاس ہو گا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں اس کو پڑھیں جو Clause 8 ہے،

> "(8) Article 63A substituted as aforesaid shall come into effect from the next general elections to be held after the commencement of the Constitution (Eighteenth Amendment) Act, 2010:
>
> Provided that till Article 63A substituted as aforesaid comes into effect the provisions of existing Article 63A shall remain operative."

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: یہی میں کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! یہ جو کتاب ہے میرے پاس، اس میں 63A پرانے والا ہے یا نیا والا ہے؟ نیا والا ہے تو پرانی کتاب چاہیے ناں۔ میں وہی بات کر رہا ہوں، مجھے پرانی کتاب چاہیے۔ میاں صاحب! یہ جو نئی کتاب ہے 18ویں ترمیم کے ساتھ، وہی ہے ناں یہ۔ ہمیں تو پرانی کتاب دیکھنی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: چیئرمین صاحب! آپ نے prior to the 18th Amendment دیکھنی ہے۔

جناب چیئرمین: یہی بات میں کررہا ہوں، اسی لیے میں نے آپ کو روکا کہ مجھے 63A دیکھنا ہے prior to the 18th Amendment. چلیں کوئی بات نہیں، مجھے کتاب مل گئی ہے۔ اب آپ وہ پرانا والا پڑھیے گا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں وہی پڑھوں گا، اگر کوئی غلطی ہو تو نشاندہی کیجیے گا۔

> "Disqualification on grounds of defection, etc.
>
> [63A. (1) If a member of a Parliamentary Party composed of a single political party in a House—
>
> (a) resigns from membership of his political party or joins another Parliamentary party;"

یہ جو embargo ہے 63A کے تحت admittedly ان 9 معزز ارکان پر نہ لاگو ہے، نہ ان کو affect کرتی ہے اور نہ کوئی اس قسم کا واقعہ ہوا ہے۔

> "(b) votes or abstains from voting in the House contrary to any direction issued by the Parliamentary Party to which he belongs, in relation to—
>
> "(i) election of the Prime Minister or the Chief Minister;"

ایسی کوئی صورتحال ان کے پیشِ نظر نہیں تھی۔ آگے چلیے:

> "(ii) a vote of confidence or a vote of no-confidence;"

ایسی بھی صورتحال ان 9 ارکان کو نہیں تھی۔

"(iii) a Money Bill;"

ایسی بھی صورتحال قطعاً نہیں تھی، meaning by کہ 63A کا embargo اگر کسی کے ذہن میں ہے یا کسی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر نے کوئی letter لکھ دیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ 63A ان 9 معزز ارکان کو hit نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات اور عرض کردوں کہ ایک تو rules کی بات ہے، ایک law of the land ہے، Act of the Parliament ہے۔ میں حوالہ دے رہا ہوں The Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 کا۔ جناب! یہ statutory ہے، اس میں بھی Leader of the Opposition کو define کیا گیا ہے۔ جناب! یہ Section 2(f) ہے:

> "2.(f) "Leader of the Opposition" means a member of House who, in the opinion of the Speaker of the Assembly or, as the case may be, the Chairman of the Senate, is for the time being the leader of the members in opposition to the Government in that House;"

اس میں بھی rules کا ہی verbatim ہے۔

جناب! میں عرض کردوں کہ سینیٹ تو بعد میں وجود میں آیا، ارتقائی منازل طے کرتے کرتے democratic system یہاں تک پہنچا کہ Upper House وجود میں آیا، اس سے پہلے بھی when there was a presidential form of government in Pakistan اس وقت ایک law تھا جو repeal ہو گیا ہے۔ اس کا nomenclature تھا Leader of the Opposition (Privileges) Act, 1965. اس میں جو definition دی گئی ہے Leader of the Opposition کی وہ یہ ہے:

> "This Act may be called the Leader of the Opposition (Privileges) Act, 1965.

Definition: In this Act, unless anything repugnant in the subject or context, Leader of the Opposition means that Member of the National Assembly, who in the opinion of the President, is for the time being the Leader in that Assembly of the Party in opposition to the Government having the greatest numerical strength in the Assembly.”

جناب چیئرمین: اس میں different definition ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں عرض کرتا ہوں، میں جناب کو فرق بتا رہا ہوں، جو بات different ہے وہ یہ ہے کہ Speaker نہیں بلکہ President ہے، presidential form of government ہے، opinion ہے لیکن جس چیز پر میں hammer کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ opinion بناتے ہوئے "numerical" تعداد کو آپ ایک طرف نہیں رکھ سکتے، آپ اس سے آنکھیں نہیں چرا سکتے اور آپ اس پر مٹی نہیں ڈال سکتے۔ That would remain there. اسی لیے میں نے پہلے عرض کیا کہ جمہوریت میں تو گنا جاتا ہے، تولا نہیں جاتا۔

جناب! اس کے علاوہ میں عرض کرتا ہوں، ہندوستان میں-----

جناب چیئرمین: آپ existing law کی بات کریں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں existing law کی ہی بات کر رہا ہوں یعنی یہ relevant ہے۔

Mr. Chairman: The Members of the Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 is relevant and existing.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: وہ تو میں نے عرض کر دیا۔ جناب! ہندوستان جسے دنیا کی، پتا نہیں کیا کیا کہا جاتا ہے، ماں ہے باپ ہے، یہ ہے وہ ہے وغیرہ وغیرہ، جناب! وہاں پر ایک law of the land ہے، اب بھی ہے۔ The Salary and Allowances of Leaders of

Opposition in Parliament Act, 1977.

جناب چیئرمین: اس کی ایک کاپی مل جائے گی مجھے؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں دے دوں گا، ابھی دے دیتا ہوں۔ یہ ہندوستان کا law of the land ہے جو Leader of the Opposition اور اس کی privileges بیان کرتا ہے۔ جناب! اس کی definition بھی ذرا دیکھیں۔

جناب چیئرمین: میں ایک request کروں، ہمارے جو بھی Members ابھی argue کریں گے، اگر مجھے پہلے سے ہی ان rules, precedents or laws کی copies دے دیں جن پر وہ rely کرنا چاہتے ہیں تاکہ we can go along with these documents.

Senator Syed Zafar Ali Shah: Sir in this Act No.33 of 1977, in Section No.2, it is provided that:

یہ عجیب co-incident ہے کہ Section 2 ہی ہر جگہ پر ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا آگے کوئی sub-Section تو نہیں ہے؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی نہیں، اسی میں explanation وغیرہ دی ہوئی ہے۔

Sir, in this act, Leader of the Opposition in relation to either House of the Parliament دونوں میں، means that member of the council of state ایوانِ بالا جو ہے of state or the House of the people ایوانِ زیریں as the case may be who is for the time being, the leader in that House of the party. اس میں انہوں نے پارٹی رکھا ہے، یعنی ادھر ہمارا فرق یہی ہے اور اسی میں political party or parliamentary party کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، وہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہماری legislation نے، ہمارے law makers نے، ہمارے rules makers نے اس کو بڑا واضح کر دیا ہے۔

Who for the time being the Leader in that House of the party in opposition to the government having the greatest numerical strength and recognized as such by the Chairman of the Council of state or

the Speaker of the House of the people as the case may be, he will be the Leader of the Opposition.

یہ ان میں define کر دیا ہے۔ جناب والا! آپ نے درست کہا ہے کہ ہمارا relevant نہیں ہے لیکن ہم ان باقی چیزوں سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے ہیں۔ میں اپنی definition کی طرف آتا ہوں، اپنے rules کی طرف آتا ہوں کہ جن میں ,members کوئی پارٹی کا ذکر نہیں ہے، sitting member جو بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں سے جو ممبر numerical majority command کرے گا، he will be the nominated as the Leader of the Opposition اور کوئی اس کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! اگر اس point کو بطور خاص note فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین: جب آپ کا وقت آئے گا، آپ بحث کیجیے گا، let me do my work, you will have a right to do your own work. جب آپ کے arguments ہوں گے تب آپ point out کیجیے گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہماری پارٹی کے بارے میں چوہدری شجاعت نے خط میں بات کی ہے۔ اپنی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہونے کی حیثیت سے کہوں گا کہ یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم بھی اس پر بات کریں۔

جناب چیئرمین: اصل میں decide یہ ہوا تھا کہ جو legal experts ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ہمارے ساتھ تو طے نہیں ہوا تھا۔ جناب والا! ایک خط میں ہمارا غیر ضروری طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ کو بھی سن لیں گے۔ ایک دو اور لوگوں نے بھی request کی ہے۔ آپ خط کے بارے میں اپنا موقف ضرور بتا دیجیے گا، as far as your letter is concerned, you have got a right to explain it, آپ کو اس خط کے حوالے سے موقع دیا جائے گا۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین! سینیٹر صالح شاہ مختصر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین! میں فاٹا سے آزاد رکن کی حیثیت سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں فاٹا والوں کو بھی سنوں گا۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: جناب چیئرمین! میں نے روزِ اول سے جمعیت علماء اسلام کے موقف کی حمایت کی ہے۔ سینیٹ میں Leader of the Opposition کے لیے آزاد رکن کی حیثیت سے میں نے رائے دی اور اپنی رائے کے مطابق میں نے اپوزیشن لیڈر کے لیے مولانا غفور حیدری صاحب کے لیے دستخط کیے ہیں۔ میں اس بات کو on record لانا چاہ رہا تھا، میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں ائیر پورٹ جا رہا تھا۔ میں صرف یہ بات کہنا چاہ رہا تھا تاکہ یہ چیز record پر آجائے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ Please continue Shah *Sahib*.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ کوئی Union Council کی composition کا سوال نہیں ہے، یہ معاملہ پارلیمنٹ کا ہے، supreme institution of the country. اس کو اس طریقے سے، غیر سنجیدگی سے، لاپرواہی سے یا آنکھیں اِدھر اُدھر چرا کر فیصلے نہیں کیے جا سکتے۔ جناب والا! پچھلے دنوں جو یہ ناخوشگوار صورت حال ہوئی اور لوگوں نے کیا کچھ کہا یا کیا کچھ لکھا، وہ ایک separate بات ہے۔ Leader of the Opposition is an official spokesman of the minorities sitting in the House. اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ صرف majority sitting in the House, اس کی ہر بات prevail کرے گی اور خدانخواستہ اگر کسی camera trick or mechanism سے، کل جس طرح جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب نے بھی کچھ کہا تھا، میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے۔ جناب والا! یہ اس طرح نہیں ہو سکتا چونکہ spokesman of the opposition according to the democratic principles, according to the Constitution and according to the rules وہ ہو گا۔ ہم کسی کی ذاتیات پر نہیں جاتے، ہمارے لیے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور غفور حیدری صاحب بہت قابل احترام ہیں۔ ہر ممبر معزز ہے اور ہمارے لیے قابل احترام ہے لیکن ہر ممبر نے بشمول جناب کے، ہم نے oath لیا ہوا ہے اور oath under the Constitution, وہ ہمیں اِدھر اُدھر ہلنے نہیں دیتا ہے، ہم ہل نہیں

سکتے ہیں، کوئی بھی ممبر including جناب کی ذات کے۔ اس لیے according to the Constitution and according to the rules ہو گا۔ اس طریقے سے official spokesman of the minorities sitting on the left side in the House کا گلہ دبایا نہیں جا سکتا۔ جناب چیئرمین! اسی لیے پارلیمانی نظام میں Leader of the Opposition کو بڑا مقام دیا گیا ہے۔ بعض ممالک اور بعض parliamentary systems میں تو جو role Speaker or Chairman کا ہے، وہ تو اتنا sacrosanct ہے کہ ان حکومتوں کے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے لوگوں نے once for all بے شمار ایسی شخصیتیں ہیں کہ جن پر انہوں نے ہاتھ رکھ دیا ہے کہ اس constituency میں چونکہ یہ سپیکر آتا ہے، یہ چیئرمین آتا ہے، اس پر ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہو گا چونکہ وہ شخص House کے لیے اور democratic system کو چلانے کے لیے اتنا مقدس ہو جاتا ہے کہ اس سپیکر یا چیئرمین کو جانبداری کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

جناب والا! میری سمجھ سے باہر ہے۔ (A) 63 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک جماعت jump مار گئی، اُدھر چلی گئی، انہوں نے defection کی یا نہیں کی اور پھر اس کا mechanism لکھا ہوا ہے۔ کیا کوئی اس قسم کی proceedings بلکہ ایک proceeding pending ہے، وہ الٹا ان اراکین سینیٹ کی طرف سے اپنے پارٹی لیڈر کے خلاف ہے۔ کیا کوئی ان نو ممبران کے خلاف کسی جگہ پر، کسی court of law میں، کسی الیکشن کمیشن میں کوئی ایسی proceeding جس میں ان کو challenge کیا گیا ہو محض اس لیے کہ ان کا پارلیمانی لیڈر کسی اور دھڑے میں چلا گیا اور وہ لوگ نہیں آئے، اس قسم کی کوئی proceeding pending ہے؟ کوئی judgment pending ہے جو جناب کو مجبور کرتی ہو۔ "No" admittedly "No" اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے جو جناب کے لیے مانع ہو کہ آپ ان کو وہاں نہ گنیں جہاں پر خود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وہاں پر گنیں، یعنی ہم نہیں کہتے، وہ ممبران خود کہہ رہے ہیں اور جناب والا! دنیا کے پورے خطے میں کوئی ایسا principle, ایسا کوئی قانون، کوئی ایسا rule نہیں ملتا کہ کہنے والے کی بات کو نہ سنا جائے اور اس کے opposite or contrary to his consent وہ بات کی جائے کہ نہیں ہم آپ کو اُدھر گنیں گے۔ جناب والا! Similarly, FATA کا ذکر ہوا۔

اب جناب میں یہ بھی عرض کردوں کہ ہمارے ہاں یہ بھی ایک law of the land ہے کہ اب اللہ کی مہربانی سے جوں جوں democratic system آگے بڑھ رہا ہے، two political

آگے بڑھ رہا ہے تو اس میں parties system آگے بڑھ رہا ہے، political parties کا بڑا role آپ کسی کی ذاتی رائے کو توروک نہیں سکتے لیکن law نے allow کیا ہے کہ آزاد ممبر جو elect ہوتا ہے وہ اپنی رائے بتا دے۔ اگر وہ شامل ہونا چاہتا ہے تو رائے بتا دے کہ میں اس پارٹی میں یا اس پارٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ In spite of this, کہ وہ آزاد ممبر کی حیثیت سے جیتا ہے لیکن the moment he joins any political party after his victory, وہ اسی شکنجے میں آجاتا ہے۔ بعد میں وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ نہیں جی میں تو آزاد آیا تھا، میں نے پھر واپس چلے جانا ہے۔ No, وہ شکنجے میں آجائے گا۔ وہ اس پارٹی کا ممبر گنا جائے گا۔ وہ اس پارٹی کا رکن گنا جائے گا۔ اس لیے Sir, وہ آزاد لوگ جو تین ساڑھے تین سال تک اپنی consent اپنا ووٹ laws making میں، resolution میں ہر جگہ پر وہ دیتے رہے Treasury benches کے ساتھ اور اب اچانک ان کو pick کر کے ان کو کہیں کہ نہیں جناب آپ کی گنتی اس طرف کی جائے گی۔ جناب والا، ایسا ہو نہیں سکتا۔

اس کے علاوہ جناب جہاں تک party split کا تعلق ہے اور میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پارلیمنٹ کے اندر پارلیمانی پارٹی، ہندوستان میں تو یہ ہوا کہ انہوں نے توباقاعدہ bracket لگا دی ہے کہ کتنی تعداد ہو گی تو وہ پارلیمانی پارٹی کہلائے گی اور کتنی تعداد سے وہ اگر کم ہو جاتے ہیں تو وہ پارلیمانی گروپ کہلائیں گے یعنی قانون نے اتنا distinguish کر دیا ہے کہ یہ ایک limit ہے اور کتنی تعداد ہو گی مثلاً کورم پورا کرنے کے لیے ہمارے ہاں in this Senate جو ہم نے اپنا Leader of the Opposition چنا ہے اور جتنی ہمارے پاس تعداد ہے، ہمارے پاس اتنی تعداد ہے کہ ہم کورم کو maintain کر کے ہاؤس کو چلا سکتے ہیں whereas یہ facility یا یہ edge دوسرے دھڑے کو حاصل نہیں ہے تو یہ پارلیمانی پارٹی، پارلیمانی گروپ اس لیے parliamentary practice میں کئے گئے ہیں کہ جب تک وہ اپنے ingredients پورے نہیں کریں گے وہ اس زمرے میں یا اس definition میں نہیں آسکیں گے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب اس پر آپ کا یہ فرمانا ہے کہ پارلیمانی پارٹی اور پارلیمانی گروپ، اس کے لیے کوئی number fix کر دیئے گئے ہیں ؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں ہندوستان کی practice بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: پاکستان کی کیا پوزیشن ہے ؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! پاکستان کی as it is.

جناب چیئرمین: چلیں انڈیا کا بتائیے کہ وہاں پر کیا ہے؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ انڈیا میں minimum group کو 30 تک رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی گروپ 30 کا ہے تو وہ گروپ کہلائے گا، وہ پارلیمانی پارٹی نہیں کہلائے گی۔ پارلیمانی پارٹی وہ ان کی اپنی political party کے جتنے ممبر ہیں more than اس کے، وہ پارلیمانی پارٹی کہلائیں گے۔ اب اگر ...,in this House

جناب چیئرمین: ایک منٹ ذرا میں آپ کا argument نوٹ کر لوں۔ انڈیا میں آپ نے فرمایا کہ minimum number is 30 for parliamentary group. اور parliamentary party کے لیے کچھ ہے؟ اس کے لیے کوئی number fix نہیں کیا گیا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: نہیں Sir دو بڑی پارٹیاں ہوتی ہیں جو numerical power میں ہیں۔ میں اس کی فوٹوکاپی کر کے دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی ضرور دیجئے گا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں دے دوں گا جی۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اب اس لیے یہ کوئی کھے،

جناب چیئرمین: پاکستان کی کیا پوزیشن ہے؟ روشنی ڈال سکیں گے انڈیا کا تو آپ نے بتادیا۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی میں عرض کر رہا ہوں جی۔ پاکستان کی صورت حال اس definition میں بڑی واضح اور clear ہو گئی ہے کہ members sitting جو ہوں گے۔

جناب چیئرمین: آپ ابھی گروپ کی بات کر رہے ہیں۔ آپ اپنے argument induce کر رہے ہیں۔ اب آپ نے بات پارلیمانی پارٹی اور پارلیمانی گروپ کی کی، اس کے بارے میں آپ نے define کر دیا as far as India is concerned, now what is the

position in Pakistan with regard to the parliamentary party or parliamentary group?

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ پاکستان میں as it is rules میں یہ ہے۔

جناب چیئرمین: Rules تو آپ نے مجھے بتا دیئے، میں آپ سے گروپ کے بارے میں سوال کر رہا ہوں کہ کوئی number fix ہے کہ نہیں ہے؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں اس لیے عرض کر رہا ہوں گروپ اور پارلیمانی پارٹی کے بارے میں کہ ایک ان کی پارلیمانی پارٹی کے کچھ لوگ تھوڑے یا زیادہ، بلکہ وہ بھی dispute کریں تو شاید ایک دو کم ہی ہوں گے۔

Mr. Chairman: Please understand me, I am trying to understand myself. کیونکہ یہ debate بڑی open ہوئی ہوئی ہے کہ ابھی آپ نے جو argument کیا with reference to India, minimum number of persons for the formation of a parliamentary group or for the formation of the parliamentary party, my question to you is this as you have done the research what is the position in this particular regard in Pakistan?

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! پاکستان میں، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے rules میں اس طرح نہیں ہے۔ ہمارے rules میں یہ ہے کہ جو جناب نے دیکھ لیا۔

Mr. Chairman: It is silent, you mean to say in Pakistan it is silent. Yes, Dar Sahib, it is silent. As far as the grouping is concerned it is silent. Silent نہیں ہے، ان کا فرمان ہے کہ silent نہیں ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ as it is, black and white میں نہیں ہے کچھ۔ میں اس طرح عرض کر رہا ہوں اور میں اس context میں بات کر رہا ہوں کہ ایک پارلیمانی پارٹی جو split ہو گئی، آدھی ادھر چلی گئی، آدھی ادھر رہ گئی اور وہ جو گروپ رہ گیا وہ گروپ ہے۔ اس کو آپ ignore نہیں کر سکتے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی پارلیمانی پارٹی میں

split ہو جاتی ہے تو split ہونے کے بعد گروپ چاہے وہ ایک ممبر کا ہے چاہے دس ممبران کا ہے یا پندرہ ممبران کا ہے، آپ اس کی حیثیت کو ختم نہیں کر سکتے۔ اسے آپ کو recognize کرنا پڑے گا۔ This is my argument. یہ ہے کہ ان کو آپ brush aside نہیں کر سکتے کہ ان کو ادھر رکھ دو۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پارلیمانی practice میں each and every member of the House اس کو جیسے 66 کہتا ہے۔

اب دو باتیں رہ جائیں گی، ایک تو جناب کے ذہن میں آتی ہو گی لیکن بہرحال میں اس لیے مطمئن ہوں کہ luckily, the Chairman of this august House is very competent, experienced and law knowing person. Sir, opinion کو اگر کوئی یہ کہے کہ بس جی آپ تو opinion میں آگئے، آپ نے کر دیا بس stop لگ گیا ہے بس ختم۔ یہ بات نہیں ہو سکتی۔ ایک تو opinion کو بھی بڑا تقدس حاصل ہے۔ کوئی چیئرمین، کوئی presiding officer, کوئی Judge of the court, اس opinion کو، اس discretion کو، حالانکہ discretion and opinion قریب قریب ہیں لیکن اس پر بھی بے شمار laws ہیں کہ ٹھیک ہے آپ کی discretion تو ہے لیکن۔۔

Mr. Chairman: Would you like to cite some law?

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں وہ بھی دے دوں گا، میں بالکل دے دوں گا۔ اس میں یہ بےشمار laws ہیں کہ جی discretion اپنی جگہ پر لیکن discretion judicially استعمال کی جائے گی، اس کو bulldoze کر کے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ایسی کوئی authority میری نظر سے تو نہیں گزری لیکن اگر۔۔۔

جناب چیئرمین: دیکھیں it will be in continuation of his arguments. وہ جب دیں گے تو آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا جو وہ cite کریں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں گزارش کر رہا ہوں کہ اگر وہ لکھ کر کوئی authority, دے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں لکھ کر نہیں بلکہ open House میں ہے ہر چیز، arguments open House میں آرہے ہیں، authorities بھی open House میں آنی چاہییں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جو بھی authority ہے اگر یہاں نشان دہی کر دیں ، بس اتنی سی گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: اگر ہمیں ملی تو ہم آپ کو دے دیں گے، اگر شاہ صاحب ہمیں کوئی چیز دیں گے تو۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب بے شمار، اس میں کوئی ایسی بات نہیں، لائبریریاں بھری پڑی ہیں opinion پر بھی، discretion پر بھی، consent پر بھی تو اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ opinion form کرتے ہوئے آپ... numerical,

جناب چیئرمین: شاہ صاحب ایک منٹ، ابھی how much time more you will take?

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں I am not going to curtail your arguments, I just want to know. کیونکہ lunch بھی ہے اور lunch کے بعد ہم continue کریں گے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں اجازت چاہوں گا تو پھر کل پر رکھ لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی نہیں، ان کا حق ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: انہوں نے چونکہ کہا ہے تو جناب کا جو حکم ہوگا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں اگر آپ دس منٹ میں ختم کر دیں تو ٹھیک ہے otherwise we go for lunch and come back. کر لیجیئے۔ Ten minutes میں ختم کر لیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: باقی باتیں clear ہیں۔ main جو باتیں under discussion آئیں گی، یا آ سکتی ہیں۔ جناب کے ذہن میں یا to the other side ایک تو opinion کی، کہ opinion اندھیرے میں form نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: وہ آپ نے فرما دیا ہے، وہ تو میں نے نوٹ کر لیا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اس مسئلے میں opinion make کرنے میں numerical position پر کسی صورت سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ وہ number 1 step ہے to make the opinion یہ میری request ہے۔ دوسرا شاید یہ آئے کہ فیصلہ once for all آگیا ہے لہٰذا یہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر یہ تو review and revision کی فلاسفی ختم کر دی جائے۔ That is there اور اس پر ایس ایم ظفر نے کہا کہ Article 69 راستے میں رکاوٹ آتا ہے اس لیے اس point کو open نہیں کیا جا سکتا۔

جناب چیئرمین: کونسا۔

Senator Syed Zafar Ali Shah: Article 69 of the Constitution of Pakistan.

Mr. Chairman: Let us read it, what it is.

Senator Syed Zafar Ali Shah: O.K. sir,

Mr. Chairman: This is regarding validity of the proceedings.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں یہی عرض کر رہا ہوں court not to inquire into proceedings. The validity of any proceedings in the Parliament shall not be called in question on the ground of any irregularity of the procedure. یہ ہمیں نہیں hit کرتا نہ ایسے کوئی راستے میں رکاوٹ ہے۔ میں نے پڑھا تھا اور اگر ایسی بات ہو تو جناب irregularity of the proceedings کی بنیاد پر ہے، یہ جو چھوٹی موٹی باتیں یہاں پر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر اتنا بڑا 18th Amendment of the Constitution action اگر اس کو challenge کیا جا سکتا ہے... if that is pending before the court

Mr. Chairman: May I request Haji Sahib,

آپ لوگ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں.I am hearing a very serious argument اگر آپ نے باتیں کرنی ہیں تو پیچھے چلے جائیے I will request you. It is an interference in the proceedings now.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب والا! یہ راستے میں رکاوٹ نہیں آسکتی کہ کوئی کہے کہ کورٹ نہیں سن سکتی، آپ بھی نہیں سن سکتے، فیصلہ آچکا ہے۔ آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی کہا جائے گا کہ ------

جناب چیئرمین: آپ کا کہنا ہے کہ Article 69 is not an embargo on the review of the Ruling. آپ کا یہ line of argument ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جی جناب۔ دور دور تک ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اب آپ کس کو refer کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اب میں جناب! Kaul's Practice and Procedure of the Parliament کو quote کر رہا ہوں۔ یہ 5th Edition ہے اور صفحہ نمبر 120 ہے۔

جناب چیئرمین: جی اب آپ فرمائیے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: اس میں انہوں نے ruling of the speakers کو discuss کیا ہے۔

Mr. Chairman: Ruling of the Speaker.

Senator Syed Zafar Ali Shah: Ruling of the speaker or the Chairman.

جناب چیئرمین: ایک ہی بات ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ایک ہی بات ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اس کو ایک تقدس حاصل ہے، اس کو طاقت حاصل ہے ورنہ یہ روزمرہ کے مسائل اور پارلیمنٹ چل ہی نہ سکے لیکن اسی میں the speaker's Ruling as already stated can not be questioned except on a substantive motion. یہ جناب کے سامنے ہے۔ A member who protests

against the Ruling of the Speaker or the Speaker's decision is equally binding وہ حکومت پر بھی ہے اور اس پر بھی لیکن اسی میں یہ کہا گیا ہے۔

Mr. Chairman: On a substantive motion.

کی بات کی گئی ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: ہاں، اور this is a substantive motion اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ half of the House چل ہی نہیں سکتا، وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاؤس چل رہا ہے اس سے زیادہ substantive کیا ہو گا اس لیے اس میں یہ hold کیا گیا ہے کہ وہ review ہو سکتا ہے اور اس کو reconsider کیا جا سکتا ہے، revisit کیا جا سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Has a motion been described in the Rules.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! motions تو بے شمار ہیں۔

Mr. Chairman: No, the word motion. I just wanted to know how the word "motion" has been described in the Rules.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! میں عرض کر دیتا ہوں۔ Sir, the moment the honourable Chairman allowed this House to open the debate of this very substantive motion. Sir it is a Motion.

Mr. Chairman: Motion has been defined.

میں آپ کو پڑھ کر سنا دوں۔ Everything is coming into my mind Motion means a proposal made by a member including a minister relating to any matter which may be discussed by the Senate and includes an amendment. This is a definition of a Motion in the Rules.

Senator Syed Zafar Ali Shah: We are in the ambit of that definition. ہم اس سے باہر نہیں ہیں، اس لیے میں کہہ رہا ہوں، automatically یہ تو motion ہے from the day one, from the 6th June, the moment that notification was signed by your honour.

Mr. Chairman: Please proceed further now.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب ان حالات میں میری submission یہ ہے کہ جناب کا جو notification ہے in the light of these arguments and coupled with the other arguments جو آپ کے سامنے آئیں گے، اس کو revisit کیا جائے، اس کو review کیا جائے اور اس کو withdraw کیا جائے تاکہ smooth setting ہو جائے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ یونین کونسل کا مسئلہ نہیں ہے۔ I do not want to repeat

جناب چیئرمین: وہ آپ بتا چکے ہیں۔ شکریہ شاہ صاحب۔ Now we will adjourn for lunch. کتنے بجے واپس آجائیں گے۔ ہاؤس کا جو consensus ہو۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: لنچ اور نماز کے فوراً بعد کر لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میرے لیے ایک مشکل ہے۔ I am already holding a meeting of special committee جو آپ نے constitute کی ہے۔

جناب چیئرمین: کتنے بجے آپ نے میٹنگ رکھی ہے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ہم نے ڈھائی بجے رکھی ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو پانچ بجے رکھ لیں۔ Sharp at five.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جیسے آپ کہیں گے۔

جناب چیئرمین: جو consensus ہو. I will go alongwith the consensus.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: 4.30 کر لیں۔

Mr. Chairman: The House is adjourned for 4.30 P.M. in the evening.

(The House was then adjourned to meet again at 4:30 P.M. in the evening)

(وقفے کے بعد جناب چیئرمین، فاروق ایچ نائیک کی صدارت میں شام پانچ بجے اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب بسم اللہ کیجیئے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس نہایت اہم موضوع پر جو کافی دنوں سے ممبران اپوزیشن کے درمیان وجہ تنازعہ بنا ہوا ہے۔ اس میں جناب وسیم سجاد صاحب بمعہ اپنی پارٹی کے جب حکومتی بنچوں پر چلے گئے اور ان کے استعفیٰ سے یہ سیٹ خالی ہوئی۔ قدرتی طور پر ممبران حزب اختلاف نے اپنا قائد چننا تھا۔ جیسا کہ واقعات کے مطابق ہے کہ آپ نے جناب عبدالغفور حیدری صاحب کو نامزد کیا لیکن اس دوسری پارٹی اور ممبران سے کوئی مشورہ نہیں کیا گیا۔ میں آپ کو یقیناً ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس غلطی کو غلطی سمجھتے ہوئے قانونی رائے لینے کے لیے یا دوسری پارٹی کے ممبران کو اختیار دیتے ہوئے آپ نے اسے reconsider کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ یقیناً خوش آئند ہے۔ میں آج کا fact and issue جو زیادہ میرے ساتھ تعلق رکھتا ہے نمبر ۱ ہے۔ Whether nine members of the PML(Q) have the right to vote for the Leader of Opposition. اس میں میری پوزیشن یہ ہے کہ میں شروع ہی سے آج تک ہمیشہ مسلم لیگ کا ممبر رہا ہوں۔ پہلے میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ تھے وہ مسلم لیگ ختم ہوئی یا انہیں exile کیا گیا، وہ چلے گئے تو ہم نے مسلم لیگ کا نیا صدر منتخب کیا لیکن we continued with the Muslim League even under those circumstances اس کے بعد چوہدری صاحب اس مسلم لیگ کے صدر بنے تو انہوں نے حکمران اتحاد کے ساتھ alliance کر لیا۔ اس کے لیے انہوں نے ہمیں میٹنگ میں بلایا اور زور دار لہجے سے ہم نے انہیں منع کیا کہ یہ مسلم لیگی سوچ نہیں ہے۔ آخر میں ہمیں حکمران اتحاد میں نہیں جانا چاہیے بلکہ موجودہ حکومت نے ملک وملت کے مفاد کے لیے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: سیاست ہم نے منع کی ہوئی ہے، Legal پر آجائیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس لحاظ سے ہمیں اس وقت نہیں جانا چاہیے لیکن انہوں نے اختلاف کیا اور وہ حکومت میں چلے گئے لیکن ہم نے انہیں اس وقت بھی واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ہم یہیں رہنا چاہتے ہیں، ہم کسی اتحاد میں نہیں جانا چاہتے لہٰذا وہ تو چلے گئے اور ہم نے آپ کو ایک درخواست دی کہ ہم اسی جگہ رہنا چاہتے ہیں اور you are kind enough کہ آپ نے ہماری درخواست کو genuine سمجھتے ہوئے۔۔۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب mike کھولیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: آپ نے with grace and مہربانی کر کے ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں اپوزیشن سائیڈ پر سیٹیں allot کر دیں اور ہمیں اپوزیشن میں بیٹھنے کا اور کام کرنے کا موقع عطا کیا جس کے لیے ہم یقیناً آپ کے شکر گزار ہیں۔ اس لحاظ سے ساری اخبارات میں بھی آیا کہ ہم حزب اختلاف میں ہیں اس پر کئی لوگوں نے ہمیں پسند کیا اور ہماری پارٹی نے اسے پسند نہیں کیا۔ لہذا ہم اپنے آپ کو حزب اختلاف کے ممبر سمجھتے ہیں اور آپ نے ہمیں acknowledge کیا اور recognize کیا۔ جناب والا! اس وقت یہ پتا نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے لیکن اس کے بعد ایک issue crop up ہوا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بننا ہے۔ لہذا مسلم لیگی ہونے کے ناتے سے یا ویسے پارٹی affiliation کے لحاظ سے یا keeping in view the circumstances prevailing in the Senate we opted to vote for Muhammad Ishaq Dar who was also candidate for the Leader of the Opposition. اس وقت سنا ہے آپ نے ہمیں وہ status نہیں دیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ سراسر غلطی ہے۔ سراسر زیادتی ہے اس لحاظ سے آپ نے ہمیں ووٹ کے حق سے محروم کیا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حقائق پر جایا جائے تو ہم ٹھیک ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) کے لیبل تلے آج بھی officially ہیں لیکن ہمیں اس صورت میں رہتے ہوئے بھی ووٹ کا حق ہے چونکہ ہم حزب اختلاف میں رہنا چاہتے ہیں، حزب اختلاف کا کام کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی acknowledgement کے بعد ہمیں کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ممبر پر defection clause لاگو ہوتی ہے کہ وہ اپنی پارٹی صدر کے کہنے کے مطابق ووٹ نہیں دیتا۔ اس میں بھی سینیٹ کے ممبران cover نہیں ہوتے وہ وزیراعلیٰ یا وزیراعظم کے vote of confidence or vote of no confidence, Money Bill or Budget میں آتا ہے۔ لیکن میں اس صورت میں بھی آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم اس صورت میں بھی violation کرتے ہیں، وزیراعظم کی، یا Money Bill کے سلسلے میں ووٹ دیتے وقت تو اس وقت بھی آپ کسی صورت میں، Constitution کے مطابق یا Rules کے مطابق ہمارا ووٹ refuse نہیں کر سکتے۔ آپ کو ہمارا ووٹ ہماری خواہش کے مطابق گننا ہوگا۔ اگر ہم نے کوئی غلطی کی ہے، violation کی ہے تو ہم نے اپنی پارٹی discipline کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس میں ہماری پارٹی انتظامیہ ہمیں باز پرس کر سکتی ہے، disciplinary action لے سکتی ہے لیکن یہاں آپ ہمیں ووٹ کے حق سے محروم نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا حق بنتا ہے کہ کسی جگہ بھی Constitution یا کوئی rule یا

کوئی law applicable for the time being in the country ہمیں منع نہیں کرتا اس لیے آپ ہمیں debar نہیں کرسکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں آپ نے دیا ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم equally valid member ہیں for opposition and it is our basic right to vote for the Leader of the Opposition. Therefore I beg, I request کہ اس قانونی، آئینی اور اخلاقی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کو ہمیں vote of election کے لیے eligible گردا ننا ہوگا اور ہم محمد اسحاق ڈار صاحب کو اپنا لیڈر آف دی اپوزیشن بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ جناب! دوسرا issue یہ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: چٹھہ صاحب! آپ نے جو application دی تھی، وہ آپ کے سامنے اس وقت ہے؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جی نہیں۔ میرا خیال ہے اس کی نقل ڈار صاحب کو دی تھی۔

جناب چیئرمین: میں اپنے آپ کو کلیئر کرنے کے لیے آپ سے چند سوال کرنا چاہتا تھا۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! میرے پاس اس کی نقل نہیں ہے۔ دفتر کے پاس ہو گی۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو یہ پڑھ کر سناؤں کیونکہ ابھی آپ نے فرمایا کہ میں نے شنوائی نہیں کی۔ حالانکہ سیف اللہ صاحب میرے پاس آئے تھے۔ ان کو میں نے بلوایا تھا۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: سیف اللہ صاحب کا کیس ہم سے تھوڑا سا مختلف ہے۔

جناب چیئرمین: چلیے کوئی بات نہیں۔ آپ نے یہ لکھا ہے following the decision by the leadership of Pakistan Muslim League (Q) to join the government and to sit on the treasury benches, we the undersigned members of the Senate belonging to PML(Q) wish to retain our allocated seats and remain on the Opposition benches as a separate group within the PML(Q) اس کے بارے میں تھوڑی سی تشریح کر دیجیے کہ یہ کہنے سے آپ کا کیا مقصد ہے

"wish to retain our allocated seats and remain on the Opposition benches as a separate group within PML(Q)".

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم legally تو ادھر ہیں لیکن وہاں رہتے ہوئے بھی ہم differ کر سکتے ہیں اور ہم نے کیا ہے اور ہمارا جدھر جی چاہے ووٹ دے سکتے ہیں کیونکہ it is not the violation of any rule, any Constitution, any discipline.

جناب چیئرمین: آپ legally کہاں پر ہیں؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں legally تو پاکستان مسلم لیگ میں ہوں۔

Mr. Chairman: Legally you are in Muslim League (Q).

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: لیکن وہ اس لحاظ سے مجھے مجبور نہیں کر سکتے کہ آپ نے ووٹ ادھر دینا ہے۔ کیونکہ یہ defection clause کے تحت ہی President کی autocracy یا اس کی dictatorship آتی ہے لیکن اس میں بھی ہم نے کوئی violation نہیں کی۔ یہ جو آج کا معاملہ ہے قائد حزب اختلاف کے انتخاب کا، یہ اس میں cover ہی نہیں ہوتا۔ لہذا ہمارا ووٹ کا حق ہے۔ اس لیے گزارش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اب اپوزیشن میں آگئے ہیں؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جی اپوزیشن میں آگئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اپوزیشن میں آگئے ہیں۔ You are no more member of Muslim League (Q).

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: نہیں نہیں I am a member of that مگر جب کبھی ادھر کی کوئی defection clause ہمیں مجبور کرے۔۔۔

جناب چیئرمین: اس درخواست کے مطابق آپ کا مدعا یہ ہے کہ اب آپ اپوزیشن میں ہیں؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں وہاں کا ممبر رہتے ہوئے بھی اپوزیشن کا ممبر ہوں۔ میں PML (Q) کا ممبر ہوں لیکن ہماری جو defection clause جو disciplinary action کی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں defection clause کی بات نہیں کر رہا۔ Only I want to clarify my own self. اس لیے میں آپ سے یہ سوال کر رہا ہوں۔ جی فرمائیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں پاکستان مسلم لیگ کا ممبر ہوں لیکن اس سلسلے میں، میں باقی ساری کارروائی میں اپوزیشن کے ساتھ ہوں، سوائے اس کے کہ جو defection clause مجھے مجبور کرتی ہے under the circumstances, under the legal cover that I should vote for the President of the party

جناب چیئرمین: آپ یہ چیز مانتے ہیں کہ آپ پی ایم ایل (کیو) کا ایک حصہ ہیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جی جی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے you admit that you are a part of PML(Q).

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! still I insist کہ میرا حق بنتا ہے کہ میں ووٹ دوں کیونکہ defection clause میں cover نہیں ہوتا اور میری پسند یا میری ضرورت یا میں legally یا میرٹ پر سمجھتا ہوں کہ میں ووٹ ڈار صاحب کو دوں۔ اس لحاظ سے جو independent members ہیں،۔۔۔

جناب چیئرمین: اب آپ independent میں آرہے ہیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب یہ ہے کہ to nominate or elect the Leader of the Opposition by the Opposition members, while we are Opposition members then independent member کو prerogative حاصل ہے کہ وہ کبھی جی چاہے تو حکمران اتحاد کو بہتر سمجھتے ہوئے ووٹ ادھر دے دے، کبھی اس سے differ کرتے ہوئے اپوزیشن کا ساتھ دے دے لیکن while he has not been declared as a member of the Opposition by your honour and by your office, that is why at this stage, according to the need he cannot shift to the Opposition.

جناب چیئرمین: آپ کا یہ کہنا ہے کہ جہاں تک independent کا تعلق ہے لیکن shift their loyalties کبھی گورنمنٹ کے ساتھ، کبھی اپوزیشن کے ساتھ۔ مگر اپوزیشن میں آنے کے لیے مجھے ان کو declare کرنا پڑے گا۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: کہ میں فلاں جگہ کا ممبر ہوں۔

جناب چیئرمین: کہ وہ اپوزیشن میں ہے۔ اگر Chair نے انہیں کبھی یہ بھی declare نہ کیا ہو کہ وہ treasury benches میں ہیں تو پھر ان کی کیا صورت حال ہو گی۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اگر انہوں نے declare نہیں کیا۔۔

جناب چیئرمین: میں ان کی بات نہیں کر رہا۔ آپ نے کہا کہ Chair نے declare کرنا ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اگر انہوں نے آپ کو لکھا ہے۔ کئی ایسے independent members ہیں، جنہوں نے آپ کو لکھ کر دیا ہے کہ we are independent but we will side the treasury benches

جناب چیئرمین: اگر انہوں نے یہ لکھ کر نہیں دیا تو وہ independent ہی رہیں گے۔ اگر انہوں نے یہ لکھ کر دے دیا کہ وہ side کرتے ہیں treasury benches سے تو پھر وہ treasury میں آ گئے ہیں۔ جب تک یہ لکھ کر نہ دیں کہ وہ اپوزیشن میں آگئے ہیں اور اگر انہوں نے کبھی لکھ کر دیا ہی نہیں کہ ہم treasury میں ہیں یا اپوزیشن میں ہیں تو وہ independent رہیں گے۔ پھر جہاں مرضی چلے جائیں۔ آپ کا یہ کہنا ہے؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جی یہی کہنا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: وہ treasury میں تب شامل ہوں گے جب وہ لکھ کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: یا پھر وہ اپوزیشن میں نہیں آئیں گے یا اپوزیشن کے لیے لکھ کر دیں گے، treasury میں نہیں جائیں گے اور اگر دونوں چیزیں ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو they will remain simply independent members.

جناب چیئرمین: اگر لکھ کر ہی نہیں دیا تو پھر جہاں مرضی چلے جائیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جہاں مرضی نہیں۔ جہاں یہ conditions آتی ہیں کہ members of the Opposition are eligible to elect the leader of the Opposition.

جناب چیئرمین: یہ تو definition کی بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: وہ کیونکہ members of Opposition میں شامل نہیں ہوئے that is why they have no right to vote for the leader of the Opposition. اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے تھوڑا بہت آج کل اس مطلب کے ساتھ لکھ کر دیا ہے کہ ہم اپوزیشن ممبر کو vote دینا چاہتے ہیں تو this is not fair at this time کیونکہ یہ حسب ضرورت یا کسی دباؤ یا کسی خاص مقصد کے لیے یا کسی مفاد کے لیے دینا چاہتے ہیں تو this is not fair, they should remain independent even in the elect of the leader of the Opposition. اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ فاٹا یا دوسرے independent members ہیں، مثلاً جو بلوچستان سے آئے ہیں they have the prerogative to be independent whenever, whatever they like اس لحاظ سے اس وقت میری پوزیشن یہ ہے کہ بحیثیت مسلم لیگ کا ممبر ہوتے ہوئے اپنی پارٹی کی policies سے اتفاق نہ کرتے ہوئے requested you to remain on the Opposition benches which you have acknowledged and accepted our application. So, that is why I am from the Opposition اور اگر کسی وقت میرے لیڈر کو میری ضرورت ہوئی کہ وہ defection clause کے مطابق مجھ سے ووٹ چاہتا ہے تو I will consider that just to avoid the disciplinary action by him and اس سلسلے میں مجھ پر وہ لاگو نہیں ہوتی تو میں اس سلسلے میں بحیثیت اپوزیشن ممبر شامل ہوں تو میں اپوزیشن ممبر کی حیثیت سے I have right to elect the Leader of the Opposition. So, this is my

اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ہم خاص طور پر جو چار ممبرز ہیں، میں، جاوید علی شاہ contention صاحب، لغاری صاحب ہم چار پانچ ممبرز اصولی طور پر اپنی پارٹی سے differ کرتے ہیں۔ لہذا گلشن سعید صاحبہ بھی اس میں ہوں گی۔ ان پانچ ممبرز نے اصولی طور پر ان سے اختلاف کیا ہے اور اس اصولی اتفاق پر ہم آج بھی قائم ہیں لیکن جب کبھی ان کو ضرورت ہوئی تو پھر ان سے بات ہو گی کہ ہم نے ان کے ساتھ جانا ہے یا نہیں۔ Still we are in Pakistan Muslim League and while sitting over here in the Senate we belong to Opposition. That is why we demand our legal and moral right from you to exercise in the election of the Leader of the Opposition. That is all, thank you sir.

جناب چیئرمین: شکریہ چٹھہ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! میں بولوں؟

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہر جائیے، میں کچھ نوٹ کر رہا ہوں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں پھر '' اگر، مگر، چنانچہ، یہ؛ وہ'' یہ چیزیں آجاتی ہیں۔ میرا تعلق دور دراز علاقے، فاٹا سے ہے۔ میں تیس سیکنڈ میں اپنی بات اسی چیز کے متعلق مکمل کروں گا۔ اس کو آپ سنیں۔ جناب چیئرمین! میں آزاد ممبر کی حیثیت سے ۲۰۰٦ء میں منتخب ہوا ہوں۔ 2009 میں جب پیپلز پارٹی کے صرف نو ممبران تھے، میں نے اس وقت اپنے علاقے اور جمہوریت کی خاطر پیپلز پارٹی کا اتحادی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

جناب چیئرمین: آپ نے فرمایا کہ 2006 میں as independent member elect ہوئے اور 2009 میں فیصلہ کیا کہ پیپلز پارٹی کے اتحادی بن جائیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: 14 December, 2010 کو جب جمعیت علمائے اسلام نے ایک واقعے کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد ختم کیا تو اسی دن میں اپوزیشن کا حصہ بن گیا اور آج تک اپوزیشن کا کردار ادا کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! اب یہ جو موقع آیا ہے تو میں نے محترم مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو اپوزیشن لیڈر کے لیے ووٹ دیا ہے۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: This is a constitutional debate, there is no need for thumping. Thank you. Who is the next speaker?

میرا خیال ہے ایس ایم ظفر صاحب نے تقریر کرنی تھی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: انہوں نے کہا تھا کہ وہ چھ بجے تک آئیں گے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب، آپ آج تقریر کرنا چاہیں گے یا کل؟ جیسے آپ کی مرضی۔ اگر ایس ایم ظفر صاحب نے چھ بجے آنا ہے تو کیا پھر آدھے گھنٹے کے لیے adjourn کر دیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں چاہتا ہوں کہ ان کی بات سن لوں اور اس کے بعد بات کروں۔ اس لیے کہ وہ ایک قانونی۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ اس کے بعد کر لیجیے گا۔ میں آپ کو نہیں کہہ رہا۔ وہ تو موجود نہیں ہیں تو let us adjourn for half an hour. میرا اس طرح بیٹھنے کا کوئی فائدہ تو نہیں ہے۔ میاں صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, with due respect I think you should adjourn it for the morning because the House was adjourned to meet at 4:30 and the honourable member knew that it is to convene at 4:30 چلیں 4:30 نہیں 5:00 بجے کر لیں، but you can't say that the House should stand adjourned at 5:30 and I will come at 6:00. I mean we are setting new precedence.

جناب چیئرمین: No, we are not. میں تو آپ سے consensus چاہ رہا ہوں۔ کل صبح کے لیے کر دیتے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: The House can't be held hostage.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! گزارش ہے کہ یہ مناسب نہیں ہو گا کیونکہ ایس ایم ظفر صاحب request کر کے گئے تھے۔ اگر پروفیسر صاحب بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ بعد میں کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اگر ایس ایم ظفر صاحب کا کوئی نکتہ ایسا آیا جس پر مجھے کچھ کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں آپ سے اجازت چاہوں گا ورنہ میں اپنی بات کر لیتا ہوں۔ جیسا آپ کہیں۔

جناب چیئرمین: چلیے فرما دیں، یا پھر صبح پر لے چلیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! ٹھیک ہے چلنے دیں۔ اگر chamber میں ہوتا تو ویسے ہی چار آدمی ہونے تھے کم از کم آٹھ، دس تو ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے، میں بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ آدھا گھنٹہ لیں گے یا اس سے کم لیں گے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مجھے پتا نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہے میں لمبی بات نہیں کیا کرتا۔ مجھے دلائل دینے ہیں، وہ آپ کے سامنے دوں گا۔

جناب چیئرمین: میری طرف سے تو آپ دو گھنٹے بولیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ نے آدھے گھنٹے سے پہلے conclude کر دیا تو پھر اٹھنا پڑ جائے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! شروع تو کریں، ان کو message بھجوا دیں کہ اگر وہ پانچ، دس منٹ پہلے آ جائیں۔ آپ نے speakers list circulate کی ہوئی تھی۔ Sir, everybody knew اور یہ agreed تھا کہ it would be reasonably spread from different factions یہ نہیں کہ ایک گروپ ہی بولتا رہے گا۔ So it is always be judicious. ان کو پیغام بھجوا دیں that he should come by before 6:00 if possible.

جناب چیئرمین: چلیں پروفیسر صاحب، بسم اللہ کیجیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ہے۔ میں سب سے پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ میرے اور میری جماعت کے سامنے ایک اصولی

صورتحال ہے جس کا تعلق اس ایوان اور ملک میں جمہوریت کے مستقبل سے بھی ہے۔ میرے لیے میرے بھائی ڈار صاحب اور بھائی مولانا غفور حیدری صاحب، دونوں بہت محترم ہیں۔ جماعت اسلامی اور JUI کا نظریاتی اور ملک کے بیشتر issues پر اشتراک فکر ہے۔ ماضی میں ہمارا تعاون رہا ہے، آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا خواہ اس کی کوئی بھی شکل ہو۔ اس لیے میں پورے ادب سے یہ بات کہوں گا کہ میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ ہر ذاتی معاملے سے بالا ہو کر کہوں گا اور انشاء اللہ کسی کے بارے میں کوئی direct یا indirect اشارہ نہیں ہو گا۔ میں آپ کے سامنے صرف اصولی، قانونی اور اخلاقی position واضح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک ہمارے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور قرآن پاک میں ہمیں جو واضح ہدایت کی گئی ہے، وہ انصاف اور سچی گواہی کی ہے۔ خواہ اس کی زد انسان کی اپنی ذات، اپنے والدین، اعزا، امیر یا غریب پر پڑتی ہو، اس سے بالا ہو کر ہماری وفاداری اللہ، انصاف اور حق سے ہے، ذاتیات سے نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں خاص طور پر آپ کو سورۃ نساء کی آیت 135 کی طرف متوجہ کروں گا۔ میں اس کا ترجمہ پڑھتا ہوں۔

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات، تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔ اگر تم نے لگی لپٹی رکھی یا سچائی سے پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ کو اس کی خبر ہے۔''

جناب والا! میں سب سے پہلے اس بارے سوچتا ہوں اور اپنے آپ کو، آپ کو اور اس ایوان کے تمام افراد کو بھی اس آیت کا مخاطب سمجھتا ہوں۔ جناب والا! دوسری بات میں کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی ہم قرآن پاک سے دلیل لائیں تو ہمیں اس معاملے میں احتیاط برتنی چاہیے کہ ہمارے سامنے پوری آیت ہو۔ اس سے پہلے آپ کو اس ایوان میں فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ کی نصیحت کی گئی ہے اور بلاشبہ قرآن میں یہ حکم آیا ہے لیکن جناب والا! میں ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سورۃ آل عمران میں آیت نمبر 159 جس میں یہ حکم آیا ہے، اس میں اس سے پہلے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ یعنی تمام معاملات میں مشورہ کرو اور مشورے کے بعد جب تم ایک بات طے کر لو تو اللہ کے بھروسے پہ اس پر قائم ہو جاؤ۔ جناب والا! ہمیں اس معاملے میں احتیاط برتنی چاہیے۔ مشاورت فیصلے سے پہلے ہوتی ہے، اس کے بعد

نہیں اور مشاورت کو نظر انداز کر کے عزم کی بات کرنا میرے خیال میں نصف بات ہے۔ ہمیں اس معاملے میں زیادہ محتاط ہونا چاہیے۔

جناب والا! ان دو گزارشات کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے چار نکات پر بات کروں گا اور مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ آپ نے جو چیزیں سامنے رکھی ہیں، ان کو اپنی حد تک cover کروں اور کوئی چیز رہ جائے تو آپ کا اختیار ہے کہ آپ سوال کر کے مجھ سے وضاحت لے لیں۔

جناب! اس میں پہلا یہ ہے کہ آپ نے graciously اور میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رائے قائم کرنے کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ کچھ ایسے issues ہیں، جن پر اطمینان نہیں ہے تو آپ نے اس کو review کے لیے کہا ہے، یہ بہت بڑی بات ہے، جہاں میں اس کی قدر کرتا ہوں، وہاں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بالعموم سپیکر اور چیئرمین کی rulings آخری چیز ہوتی ہیں، ہم نے ہمیشہ ان کو تسلیم کیا ہے، تسلیم کرنا بھی چاہیے۔ یہ پارلیمانی روایت کا حصہ ہے، اگر ہم اس سے اختلاف بھی کریں تب بھی اس کو تسلیم کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر ruling میں کوئی ایسا سقم رہ جائے جس کو substantive شمار کیا جائے جو انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کر رہا ہو تو پھر اس کو revisit کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں تین چیزیں ایسی ہیں جو لازم کر دیتی ہیں کہ اگر کوئی ruling آ گئی ہے تو اس کو revisit کیا جائے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اگر رائے قائم کرتے وقت تمام facts موجود نہ ہوں، ایک حصہ ہو اور ایک حصہ نہ ہو اور وہ facts بعد میں سامنے آئیں تو چاہے فیصلہ کرنے والا suo moto خود اپنی بات کو review کرے یا اس بنیاد پر کوئی اس کو متوجہ کرے تو ایک genuine reason ہے۔ میری نگاہ میں اس معاملے میں آپ نے جس وقت 6 جون کا فیصلہ کیا ہے، وہ سارے records جو پچھلے تین سالوں پر محیط ہیں، وہ میرے علم کی حد تک آپ کے سامنے نہیں تھے جو کاغذات آپ کے سامنے تھے، آپ نے ان پر غور کیا اور آپ ایک رائے پر پہنچے۔ مزید factual evidences جو بھی ہیں موجود ہیں، اب یہ ہمارے سامنے بھی آ گئے ہیں اور آپ کے سامنے بھی آ گئے ہیں، ہمیں اس کی ایک certified copy بھی مل گئی ہے۔ اس بات کے لیے ایک reason بہت کافی ہے کہ مسئلے کو reopen کیا جائے، اس پر Senate میں غور کیا جائے۔

جناب والا! دوسری بات ہے، میں خاص طور پر آپ کو "Black's Law Dictionary" کی طرف متوجہ کروں گا، Black' Law Dictionary میں اس مسئلے کو examine کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ "review, to reexamine judiciously or administratively, a a reconsideration, second view or examination, revision, consideration for purposes of correction"...

جناب چیئرمین: آپ Black's Law Dictionary کو refer کر رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی Black's Law Dictionary page No.1186 ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا 1186 page ہے اور کونسا edition ہے کیونکہ اس کے بہت editions ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مجھے پتا ہے اور میرے پاس اس کا edition number نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں ہے، میں دیکھ لوں گا۔ Black's Law Dictionary define کیا کر رہی ہے؟ آپ Black's Law Dictionary کے مطابق review کی definition دے رہے ہیں، please read it again.

Senator Professor Khurshid Ahmad: To examine judiciously or administratively, یہ اس کی private definition ہے، اس کے بعد explain کرتا ہے کہ "reconsideration, second view or examination, revision, consideration for purposes of correction", پھر اسی کو rehearing میں explain کرتا ہے، جہاں اور طرح سے روشنی پڑتی ہے اور وہاں کہتا ہے کہ "second consideration of causes for purposes of calling to courts or administrative board attention any error, omission or oversight in first consideration a retrial of issues which presumed notice to parties entitled adhere to an opportunity for them to be heard". وہ آگے کہتا ہے کہ "administrative decisions and detrimental on social security causes may be

میں اس سے جو reopened for good cause on other specific grounds".
evidence, کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اس سے تین چیزیں نکلتی ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اگر argue
facts، معلومات، records and documents میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو reconsider
کرنے کے لیے revisit کرنا ضروری ہے۔

No.2 ہے، اگر کوئی omission ہو گئی ہے تو اس omission کو rectify کرنا بہت ضروری ہے اور میری نگاہ میں اس معاملے میں کم از کم دو بڑے بڑے omissions ہوئے ہیں، ایک omission یہ ہے کہ independents کی پارلیمنٹ میں کیا position ہے اور ان کے voting rights مختلف issues پر کیا ہیں، یہ examine نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں لکھ لوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی آپ note کر لیں کہ independents' position کیا ہے status of independents and their voting rights in respect of different issues and their relationship with opposition. یہ issue ہے جس کی omission ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! ایک منٹ مجھے اجازت دیں۔ آپ نے کہا ہے کہ status of independents and their voting rights in respect of different issues and their relationship with opposition.

Senator Professor Khurshid Ahmad: Exactly, without the Opposition and the Government whatever it is.

ایک یہ omission ہے۔ دوسری omission یہ ہے کہ وہ افراد جنہوں نے اپنی پارٹی کے ایک decision کو عبور نہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو Opposition میں رکھنے کا طے کیا، فی الحقیقت ان کے rights کیا ہیں۔

جناب چیئرمین: جی status یہ ہے کہ status of the Members who have given an application with regard to their right to vote to the Leader of the Opposition, وہ یہ بنے گا that those nine PML(Q) Members have

right to vote for the Leader of the Opposition in light of the application that they have given to the Senate Secretariat.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں پھر کہوں گا کہ میری نگاہ میں یہ بھی ایک omission کا پہلو رہا ہے، نہیں independents کا معاملہ الگ ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے independents کو الگ کر دیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں اور جن لوگوں کا کسی پارٹی سے تعلق ہو لیکن وہ Opposition میں رہنا چاہیں، ان کے rights کیا ہیں، یہ الگ issue ہے۔

جناب چیئرمین: ایک تو generally determine کرنا ہوگا، in the light of what they have stated in their applications. ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میری نگاہ میں یہ دو omissions ہیں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جن افراد کو vote سے محروم کیا گیا، کیا ان تمام کو ان کے vote کی rejection سے پہلے hearing دی گئی ہے یا نہیں دی گئی، اس لیے یہ ان کا fundamental right ہے۔

جناب چیئرمین: سلیم سیف اللہ میرے پاس آئے تھے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: صرف ایک آدمی ہے۔

جناب چیئرمین: میں سمجھا تھا کہ وہی Leader ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ بات صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وہ ہم خیال کے Leader ہیں، چار یا پانچ افراد دوسرے ہیں۔ میری نگاہ میں individual rights کی حد تک۔۔۔

جناب چیئرمین: میری نظر میں پانچ جو ہیں اور یہ چار ہیں، پانچ میں طارق صاحب ہیں، چٹھہ صاحب ہیں، گلشن سعید صاحبہ ہیں، سردار لغاری صاحب ہیں، جاوید علی شاہ صاحب ہیں، اگر یہ بھی کوئی بات کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، they have got a independently free will to speak. اس کے علاوہ جو چار اور ہیں، سلیم سیف اللہ صاحب، فوزیہ صاحبہ، گلشن سعید صاحبہ، عبدالغفار قریشی صاحب اور ہارون صاحب ہیں، ان کو بھی بات کرنے کی total اجازت ہے تا کہ کل یہ نہ کہیں، I want to bring on the record کہ ہمیں بات کرنے کا حق نہیں دیا گیا، اپنی

position clear کرنے کا حق نہیں دیا گیا، they all have the right to speak, ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی۔ All affectees and all independents also ہمایوں صاحب! آپ نے بالکل صحیح بات کی ہے، all independents جو ہیں چاہے FATA سے ہوں، چاہے کسی صوبے سے ہوں، اگر وہ independents ہیں اور وہ اس فیصلے سے affect ہو رہے ہیں، they also have a right to vote and address the Chair, ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جزاک اللہ، آپ نے بہت صحیح بات کی ہے اور میرا یہی point ہے کہ آپ کی جو earlier opinion ہے، اس میں میری نگاہ میں تین flaws ہیں۔

جناب چیئرمین: اب بات clear ہو گئی ہے we Let us proceed further, have given a right to everyone without discrimination کہ Article 51 ہے، everyone is equal before law. جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ کا بہت شکریہ، بس ٹھیک ہے، صحیح ہے۔

جناب چیئرمین: سیاست پر بات نہیں ہو گی، only constitutional and legal issues because it has been decided no politics over here as far as these issues are concerned. میں دیکھ رہا تھا، اس لیے میں نے بات کر دی ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Can you spell out the last point.

جناب چیئرمین: ہاں میں نے the right of PML (Q) کہا تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں جناب، اس کے بعد کا point ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں ہے، سننے میں کوئی حرج نہیں ہوتا، انسان کو وسیع القلب سے آگے سے چلنا چاہیے۔ جی میاں صاحب! آپ کیا فرما رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! یہ ہے کہ status of PML Members and right of vote کے بعد پروفیسر صاحب نے ایک تیسرا point کہا تھا۔

جناب چیئرمین: میں بھی پروفیسر صاحب سے سن رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ ایک status of independents and their voting rights in respect of different issues and their relationship with Opposition.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! وہ ٹھیک ہے، اس کے بعد PML Members کا آ گیا۔

Mr. Chairman: After that is the right of PML(Q) and 9 members, right to vote in the light of their application submitted to the said secretariat.

سینیٹر میاں رضا ربانی: اس کے بعد اور تھا۔

جناب چیئرمین: یہ میں لکھ لوں، complete میں نے بھی نہیں کیا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: پروفیسر صاحب! آپ وہ 3rd point بتا دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یعنی جن لوگوں کو reference سے پہلے hearing کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ نہیں کی گئی، اس لیے اس کو review کرنے کی ضرورت ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اچھا hearing کی بات کی گئی۔

جناب چیئرمین: اچھا آپ نے review پر بات کی، آپ review پر آ گئے ہیں۔ میں few words میں بتا دوں کہ actually آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ the discovery of new material which allows review of an order. جی آگے فرمائیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں نے تین arguments دیئے ہیں، in the light of new material. Omissions which have to be rectified and right of hearing which was not given and which you are now giving to them.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اب میں اصل issues کی طرف آتا ہوں۔ میرے خیال میں، میں پہلے Opposition members کو لوں گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے سینیٹ کے rules ہیں، ان کو بڑے غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 1973 سے 1986 تک پرانے rules تھے۔ ان rules میں آپ کو Leader of the Opposition کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین: Change کیے گئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس زمانے میں کوئی Leader of the Opposition نہیں ہوا کرتا تھا۔ نئے rules میں یہ innovation کی گئی اور Leader of the Opposition کا تصور یہاں پر آیا۔

جناب چیئرمین: Rule-II کے تحت۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: Rule-II آپ کے سامنے بار بار پڑھا گیا لیکن میں ایک بار پھر پڑھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ضرور پڑھیے۔ The more we read, the wiser we become, as far as the law is concerned. دو چیزوں میں، میں نے دیکھا ہے، ایک قرآن شریف اور دوسرا قانون میں، جتنی دفعہ پڑھو اتنی ہی دفعہ نئی بات سامنے آتی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں۔

> "Means a member of a House, who in the opinion of the Chairman of the Senate is for the time being, the Leader of the members in Opposition to the government in the House."

اس میں بڑا اہم نکتہ یہ ہے کہ "for the time being the Leader of the members of the Opposition". دوسرے الفاظ میں ایک given situation ہے، اس میں دو assumptions ہیں، ایک یہ ہے کہ ایک واضح اپوزیشن موجود ہے اور نمبر دو یہ ہے کہ اس اپوزیشن کے ساتھ کوئی لیڈر بھی ہے یا دوسرے الفاظ میں اس میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اپوزیشن کے

members کی majority کی تائید حاصل ہے، یہ دو components ہیں، تو معلوم ہوا کہ اپوزیشن ایک entity ہے، known entity ہے، اس کے members معلوم ہونے چاہییں، vague نہیں ہیں اور یہ بھی vague نہیں ہے کہ ان کی majority کس کو اپنا لیڈر چاہتی ہے and that is what we have to recognize. جب تک کہ دونوں چیزیں بالکل clear نہ ہوں، ہم یہ نہیں کرسکتے۔

جناب چیئرمین: اس کو ذرا repeat کیجیے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں repeat کرتا ہوں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہاؤس میں ایک known entity members in Opposition ہے، parties نہیں کہا ہے اور نمبر دو یہ کہ ان members of Opposition کی majority کس کو اپنا لیڈر چاہتی ہے اور آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اس کو recognize کریں۔ اب میں چاہوں گا کہ آپ برطانیہ کی تاریخ دیکھیں، انڈیا کی تاریخ دیکھیں تو دونوں جگہ ہمیں یہ چیز ملتی ہے۔ میرے پاس references ہیں، میں آپ کو ابھی دوں گا۔

جناب چیئرمین: ایک تو آپ نے کہا known entity in the House as members اور دوسرا کونسا ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یعنی a known entity, the number is known, known entity, known quantity اور دوسرا یہ ہے کہ وہ ایسے ہی without leader نہیں ہے بلکہ there is someone who is enjoying their majority, the support of the majority, question of numbers یہ دونوں اس میں integral ہیں اور ان کو ایک دوسرے سے de–link نہیں کیا جا سکتا اور میں اس بات سے ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ خواہ آپ British Parliament کو لے لیں یا Indian Parliament کو لے لیں، وہاں اپوزیشن ہمیشہ ایک known entity تھی۔ اس سلسلے میں بڑی عجیب وغریب بات ہے کہ انیسویں صدی سے پہلے یہ تصور موجود نہیں تھا، یہ mid 19th Century میں شروع ہوا ہے اور 1920 میں arise ہوا ہے اور اس کے بعد سے بالکل clear ہے۔ انڈیا کے شروع کے سالوں میں کوئی Leader of the Opposition نہیں ہوتا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ کانگرس پارٹی تھی اور چھوٹے چھوٹے گروپ تھے، 70,72 independents تھے لیکن انہیں کبھی Leader of the Opposition نہیں مانا گیا، Leader of the Opposition تب مانا گیا جب کانگریس پہلی مرتبہ elect ہوئی تو Congress

جگ جیون رام ان کا لیڈر تھا، اس کے in government and Congress in Opposition, ساتھ 60 ممبر تھے اور پہلی مرتبہ اسے Leader of the Opposition تسلیم کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جناب! Mays نے اس کو بڑی detail میں define کیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں بالکل میں نے عرض کی کہ Mays میں بھی یہی چیز موجود ہے اور Kaul میں بھی یہ چیز موجود ہے، میرے پاس سارے references ہیں، آپ خود ان کو ملاحظہ فرمالیں، میں آپ کو pages دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ جس پر rely کر رہے ہیں kindly if you can give me the comments.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں آپ کو دے دوں گا۔ یہ بالکل clear چیز ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن ایک پارٹی بھی ہو سکتی ہے، group of parties ہو سکتی ہے۔ ہمارے ہاں صورتحال یہی ہے کہ جو اپوزیشن ہے وہ group of parties ہے لیکن it is known, تو اس بنا پر جو آپ کو کام کرنا تھا وہ صرف یہ تھا کہ known members of the Opposition and who enjoy that majority of those members of the Opposition. اس سے ہٹ کر کوئی چیز آپ کو نہیں کرنی تھی۔ یہاں میں Kaul سے ایک چیز پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں جو کہ اس معاملے میں بہت relevant ہے۔ مجھے ایک منٹ دیجئیے۔

جناب چیئرمین: جی ضرور۔

(Pause)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے پاس غالباً Kaul کا 5th Edition ہے اور اس کا page 385 ہے۔

جناب چیئرمین: آپ Kaul کو refer کر رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ Fifth Edition ہے۔ Political Parties in Parliament یہ chapter 14 ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے پاس کاپی ہو گی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں آپ کو تمام کاپیاں دوں گا۔

جناب چیئرمین: میری تمام ممبران سے request ہو گی اگر مجھے ساتھ ہی ساتھ سب copies دے دیں تو. I can read them along with you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! اس میں یہ بات لکھی گئی ہے:

The Speaker on his own initiative could not accord this recognition but a formal request had to be made to him in this regard......

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! کونسا page پڑھ رہے ہیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! Page 385.

جناب چیئرمین: اگر دو copies کر لیتے تو مجھے بھی ایک مل جاتی۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: The signatories of all the members concerned had to be appended to the request.

یعنی وہ پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ محض impression کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ members کی طرف سے request ہونی چاہیے، in writing ہونی چاہیے اور on the basis of written documented evidence......

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں ذرا کتاب لے لوں۔ پروفیسر صاحب! chapter کونسا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: Chapter 14 ہے۔ Recognition of Political Parties in Parliament اور میں page 385 سے refer کر رہا ہوں۔ میں آپ کو اس کی فوٹو کاپی دے دوں گا۔

Mr. Chairman: One minute Professor *sahib,* if you kindly bear with me. Chapter 14. The Recognition of Political Parties in Parliament.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہی ہے جناب۔ ایک منٹ if you just allow me.

جناب چیئرمین: اس میں آپ کونسا page پڑھ رہے ہیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی page 385 ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ، اگر آپ اس کو دیکھیں اس کے 5 sub heads ہیں۔ اگر آپ table of contents میں چلیں جائیں، اس لیے میں پوچھ رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ Condition of recognition.

جناب چیئرمین: جی آگیا جی۔ page 355 ہے میرے پاس۔ آپ کے پاس جو ہے وہ پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ میں پورا paragraph دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

"The directions also provided that the recognition of an association of members as a Parliamentary Party or Group for the purpose of association in the House would be accorded only by the Speaker and his decision in this matter would be final. The Speaker on his own initiative didn't accord this recognition, but a formal request had to be made to him in this regard by the member concerned. In submitting a written communication to him the association of members in question had to show that they satisfy all the conditions formulated for the purpose of the Opposition, either as a Party or a Group, the signatures of all the members concerned had to be appended to the request".

یہ بڑا crucial point ہے جناب والا۔ اس لیے کہ جو بات میں نے آپ سے عرض کی تھی Opposition has to be a recognized quantity and entity اور پھر آپ کو اس کو recognize کرنا ہے ایک حقیقت کو اور بحث کے، طریقہ کا بھی یہ ہے کہ جو petition آپ کو دیں

گے ،request دیں گے وہ written ہونی چاہیے، اس میں clearly پتا ہونا چاہیے کون کون اس میں شریک ہیں اور اس کی basis پر آپ recognize کریں گے on your own initiative the Chairman can't. یہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بھی انہوں نے لکھا ہے

"In submitting a written communication to him the association of members in question had to show that they satisfied all the conditions formulated for the purpose of recognition either as a party or a group".

جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں یہاں وضاحت بھی کر دوں کہ Indian body میں politics. body in Government ہے یا main Opposition ہے اور گروپ کے معنٰی یہ ہیں کہ ہر وہ گروپ جو politically elect ہو کر آیا ہو اور اس کا ایک پروگرام ہو اور کم از کم تیس افراد ہوں۔

جناب چیئرمین: گروپ کی definition کہاں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: انڈیا کا جو 10th Schedule of Constitution ہے اس کے اندر ہے۔

Mr. Chairman: Group has been defined.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی بالکل defined ہے۔

جناب چیئرمین: کونسا ہے ذرا بتائیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: 10th Schedule Indian Constitution کا۔

Mr. Chairman: 10th Schedule of Indian Constitution.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس میں بھی refer کیا ہے۔ذرا سا آپ اس کو پڑھیں ، دیکھیں تو یہ ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ page 381 پر ہے۔

جناب چیئرمین: کیا definition ہے گروپ کی Schedule 10th میں۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: "They should have a distinct ideology and programme of work whether in the political, economic or social field, which was announced by them at the time of General Elections and on which they have been returned to the House. They should form a homogenous unit capable of developing into a well knitted entity.

2. They should have an organization, both inside and outside the House, which is in-touch with public opinion on all important issues before the country; and

3. They should at least be able to command a strength which would enable them to keep the House, i.e. their members should not be less than the quorum fixed to constitute a sitting of the House, which is one-tenth of the total membership."

جناب چیئرمین: اچھا اس میں وہ بھی بتایا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بعد میں پھر یہ query ہوئی ہے اس کے بعد ایک statement میں صرف دس افراد تھے، پھر اس کو تیس کردیا گیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ تیس کی تعداد نہیں ہے البتہ exceptional circumstances میں سپیکر نے تیس سے کم کو بھی گروپ recognize کیا اور Kaul کے اندر یہ ریکارڈ موجود ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Javaid Shah Sahib, you will get a chance. No cross talks please.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگلا جو میرا point ہے وہ بڑا important ہے۔

جناب چیئرمین: یہ جو آپ page پڑھ رہے تھے اس کا صفحہ نمبر کیا ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے پاس 385 page ہے Leader of Opposition کے لیے۔

جناب چیئرمین: 385 page ہے Leader of Opposition کے لیے۔ جی

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وہ کہہ رہے تھے کہ آپ بیٹھ کر پڑھیں تو میں نے کہا نہیں اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ Professor *Sahib*, I have no objection. You are a senior parliamentarian آپ بیٹھ کے پڑھ سکتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض نہیں ہے۔ کسی طرح مجھے یہ کاپی ضرور پہنچا دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ تک پہنچا دوں گا کیونکہ یہ آپ کا حق ہے۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! اب جو میں argue کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک شخص جب پارلیمنٹ میں elect ہوتا ہے تو اس کی تین حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک حیثیت ہے کہ وہ ایک constituency کو represent کر رہا ہے۔ قومی اسمبلی میں یہ محدود ہوتی ہے، سینیٹ میں پورا province ہے لیکن وہاں یہ constituency ہے۔ دوسرا وہ ایک پارٹی کو represent کر رہا ہے اور تیسرا وہ ایک انسان ہے with a conscience وہ اپنے آپ کو represent کر رہا ہے اور ان تینوں کے درمیان ایک توازن قائم کیا جاتا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ Parliamentary system کا بنیادی postulate یہ ہے کہ وہ ایک پارٹی کے ٹکٹ پر ایک constituency سے elect ہوتے ہیں لیکن elect ہونے کے بعد جہاں پارٹی کو represent کرتے ہیں وہاں آپ اس constituency کو represent کرتے ہیں۔ اس حیثیت میں جنہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیے ان کا بھی آپ پر اتنا ہی حق ہے جتنا ان کا جنہوں نے آپ کو ووٹ دیا ہے تو اس لیے constituency representation جو ہے وہ ایک خود function ہے Member of the Parliament کا اور اس کا تعلق محض پارٹی کے مفاد سے نہیں۔ دوسرا بلاشبہ پارٹی کے ٹکٹ پر وہ آیا ہے، پارٹی کے پروگرام میں وہ believe کرتا ہے، پارٹی نے اس کو support دی ہے، اس لیے پارٹی ڈسپلن اور پارٹی کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے اور تیسرا اس کی اپنی conscience ہے، کیا حق ہے، کیا ناحق ہے، کیا سچ ہے، کیا غلط ہے تو ان تینوں کا نظام میں safeguard ہونا چاہیے اگر نظام میں ان تینوں کا safeguard نہیں ہے تو یہ ایک unbalanced situation ہوگی تو اس

لیے جب بھی آپ غور کریں گے party and party defection and party discipline ان تینوں dimensions کو سامنے رکھنا پڑے گا اور یہ میں اپنے آپ سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ جتنی بھی کتابیں آپ پڑھیں گے Parliamentary democracy کی Sir Havodance کی کتاب آپ دیکھ لیں۔ اسی طریقے سے Mays کی جو کتاب ہے اس کے اندر اس کو بار بار emphasize کیا گیا ہے Kaul نے بھی اس point کو لیا ہے۔

Mr. Chairman: There is a "Father of the Modern Constitution".

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس کی کاپی میرے پاس آ گئی ہے اور میرے پاس اور بھی بہت material ہے میں سارا آپ کو دوں گا۔

Mr. Chairman: Is it correct for me to say like this

کہ KAUL نے جو کتاب لکھی ہے keeping into view Indian Parliament لکھی ہے۔ ٹھیک ہے جی۔ جیسے May نے لکھی British Parliament کو سامنے رکھتے ہوئے۔ KAUL کی کتاب ہے keeping in view the Indian Parliament.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مجھے اس سے بالکل اتفاق ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ Parliamentary democracy کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر یہ precedents ایک دوسرے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

Mr. Chairman: Generally principles have to be looked into, it is a guiding force.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بالکل، جناب چیئرمین! اب میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا عجیب و غریب معاملہ ہے۔ ایک طرف party morally سے elect ہو کر اس سے ہٹنا یہ غلط چیز ہے لیکن دوسری طرف اگر ایک شخص کا conscience اور اس کی constituency اس بات کا تقاضا کرتی ہو کہ اس کو پارٹی سے distinct کردار ادا کرنا ہے تو کیا اس کی گنجائش موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں میں submit کروں گا with all humility کہ پارلیمانی جمہوریت کے اندر اس کی

گنجائش موجود ہے۔ اسی لیے آپ کو پتا ہے کہ conscience voting parliamentary process کا ایک معروف طریقہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے کہ پارٹ میں مختلف groups ہوں۔ آرٹیکل 63A یہاں quote کیا گیا ہے اور میں بھی اسے refer کرنا چاہتا ہوں کہ ایک پارٹی بلاشبہ ایک پارٹی ہے لیکن ایک پارٹی میں ایک سے زیادہ groups ہوسکتے ہیں، implicit بھی اور explicit بھی۔ آج نہیں، پوری تاریخ بھری پڑی ہے کہ forward block, centre core, treasury benches, back-benchers حتیٰ کہ party in government میں بھی ان سب کو مانا جاتا ہے، ان میں اختلافات بھی ہوتے ہیں، ان کے اختلافات کو قبول بھی کیا جاتا ہے اور ٹھیک ہے کچھ red lines بھی ہیں۔ وہ red lines cross نہیں ہونی چاہییں لیکن within that framework flexibility موجود ہے اور جس طرح Xiaoping کا دعویٰ ہے کہ ''One country and two systems'' اسی طرح یہ بات بھی صحیح ہے کہ .one party and many groups محض group ہونا defection نہیں ہے اور group, group کی حیثیت سے فیصلے بھی کرسکتا ہے، stand publicly بھی لے سکتا ہے، voting بھی کرسکتا ہے اور اس سے اس کی party affiliation یا loyalty متاثر نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ red line cross کرلے۔ اگر وہ red line cross نہیں کرتا تو پھر یہ اس کو liberty حاصل ہے۔

اس لیے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور ہمارے ہاں لوٹا کریسی کی باتیں بہت ہو رہی ہیں اور lotacracy is a menace, a curse میں مانتا ہوں لیکن لوٹا کریسی ہے کیا؟ لوٹا کریسی یہ ہے کہ مفادات کی خاطر، عہدے حاصل کرنے کے لیے، وزارتیں حاصل کرنے کے لیے، مراعات کے لیے آپ اپنی پارٹی کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے مل جائیں۔ یہ ہے لوٹا کریسی لیکن اگر آپ گورنمنٹ سے جن کو تمام فوائد حاصل ہیں، اس سے آپ deny کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میری نگاہ میں، اصولی حیثیت سے جو موقف ہے، وہ حکومت کے ساتھ ملنے کا نہیں بلکہ حکومت سے باہر رہنے کا ہے، تو یہ لوٹا کریسی نہیں ہے، یہ ضمیر کی آواز ہے۔ یہ principle کی آواز ہے اور اسے تسلیم کیا گیا ہے۔ میں آپ کو مثالیں دینا چاہتا ہوں کہ جو پہلی split کانگریس کی انڈیا میں ہوئی ہے جب جیون رام کی قیادت میں 60 members اس سے ہٹے ہیں، تو اس موقع پر 300 کے قریب کانگریس میں تھے in power اور 60 وہ تھے جو اپوزیشن میں آئے، تو ''کانگریس (اپوزیشن)'' پہلی مرتبہ لکھا گیا and they were

recognized as opposition and they were allowed to have a leader of the opposition and that leader of the opposition enjoyed all the amenities which are due to a leader of the opposition.

انگلستان کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں، classic واقعہ ہے 1970s میں کہ جب لیبر پارٹی کی قیادت میں چار top کے لوگ جن میں Shirley Williams lead کر رہی تھی، Finance Minister Roy Jenkins تھا، یہ لوگ پارٹی سے الگ ہوئے، استعفیٰ نہیں دیا۔ انہیں Liberal Party کا ایک group تسلیم کیا گیا اور اس کے بعد پھر Liberal Democrat وجود میں آئی۔ یہ ساری history ہمارے سامنے ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ایک پارٹی میں ایک سے زیادہ group نہیں ہوسکتا اور one party کے معنی one group ہیں، one party کے معنی one voice on a particular issue or policy ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو افراد یہ کہتے ہیں کہ اپنے conscience کی بنا پر، اس commitment کی بنا پر جو انہوں نے اپنی constituency سے کی ہے، جس کی بنا پر وہ House میں آئے ہیں، اگر وہ پارٹی leadership سے اختلاف کرتے ہیں تو یہ اختلاف ان کا حق ہے۔ اسے لوٹا کریسی نہیں کہا جاسکتا۔ اسے پارٹی ہی کے اندر group تسلیم کیا جائے گا اور ان کو disenfranchise نہیں کیا جاسکتا۔

جناب والا! ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک group نے کسی خاص الیکشن سے پہلے اپنی حیثیت کا اعلان کردیا، inform کردیا تو یہ بڑی اہم چیز ہے۔ میرے علم کی حد تک مسلم لیگ کا 'ہم خیال گروپ' اس وقت جب کہ "Q" اپوزیشن میں تھی، اس وقت بھی اس نے اپنے leader سے اختلاف کیا۔ میرے پاس وہ documents ہیں جن میں 2009 میں وہ ہائی کورٹ میں گئے ہیں اور اس بنیاد پر گئے ہیں، میں کوئی فیصلہ نہیں دے رہا، میں صرف آپ کے سامنے facts رکھ رہا ہوں کہ party leadership نے ان کے خیال میں پارٹی کے constitution کو violate کیا اور اس بنا پر انہوں نے ان کو challenge کیا اور اپنے آپ کو پارٹی کے ideals, manifesto اور constitution کے محافظ کی حیثیت سے، اس وقت بھی جبکہ وہ اپوزیشن میں تھے، آپ نے ان کو تسلیم کیا۔ اگر بعد میں پارٹی گورنمنٹ میں شریک ہوگئی ہے اور 'ہم خیال' نے اپنی identity باقی رکھی ہے تو یہ identity اس کی جائز تھی۔ اسے ہم نے تسلیم کیا ہے اس سے پہلے اور اس کی continuity ہمیں تسلیم کرنا پڑے گی۔ میں اس بنا پر کہ پارٹی کے سربراہ نے کوئی خط لکھ دیا ہے جس میں انہوں نے نہ صرف اپنی پارٹی

بلکہ دو اور پارٹیوں کے افراد کو بھی شامل کر دیا ہے جس میں سے ایک نے House میں کھڑے ہو کر اعلان کیا ہے کہ ہماری مرضی کے بغیر یہ کیا گیا ہے۔ اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ یہ distinct رہے آپ کے سامنے کہ اپوزیشن میں خواہ وہ مسلم لیگ (Q) کے ہوں، خواہ وہ ہم خیال کے ہوں، خواہ وہ کسی دوسری پارٹی کے ہوں، جو افراد اپوزیشن میں ہیں اور اپوزیشن کا حصہ ہیں، یہ ان کا حق ہے اور ان کو disenfranchise نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کیا گیا ہے تو یہ زیادتی ہوئی ہے، جس کی تلافی ہونی چاہیے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! یہ نہ کریں، اس لیے کہ یہ ایک قانونی بحث ہے، اس میں کوئی political چیز نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی thumping نہ ہو تو اچھا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اپنے سب ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ اگر کوئی بات آپ کو پسند ہے تو میرے لیے دعا کریں لیکن thumping نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں اس کے بعد آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ 14ویں آئینی ترمیم، 17ویں آئینی ترمیم اور 18ویں آئینی ترمیم، ان تینوں کا Article 63A سے comparative مطالعہ کریں تو آپ کے سامنے، یعنی جو ہمارے ملک میں parties کا نظام یا discipline ہے اس کے سارے parameters آجاتے ہیں۔ اگر صحیح یاد ہے تو Political Parties Act میں 1986 میں پہلی مرتبہ defection کے مسئلے کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر 63A میں 14th Constitutional Amendment کے موقع پر 1990s میں اس مسئلے کو لیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ ضرور 14th Constitutional Amendment نکال کر دیکھیں، اس لیے کہ اس کے اندر ایک ایسا strict dictatorial discipline, parties پر impose کیا گیا ہے جس کے نتیجے کے طور پر میں نے جو عرض کیا ہے کہ political parties میں جو variety اور flexibility ہونی چاہیے اور جو پارلیمانی تاریخ کا اہم حصہ ہے، وہ اس کے اندر مفقود ہے۔ جو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ 17th Constitutional Amendment نے 14th Constitutional Amendment کو ختم کر دیا جس کے معنی یہ ہیں کہ Legislature نے by a conscious decision ڈسپلن کا وہ تصور جو 14th میں تھا، اسے reject کیا ہے۔ پھر 18th Amendment میں جو 17th کا تھا with

اس میں slight modification انہیں قبول کیا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ exclusion جو ہے it is deliberate اور اس exclusion کے معنی یہ ہیں کہ ان چار issues کو چھوڑ کر جو categorically 17th and 18th Amendments میں رکھے گئے ہیں، جن میں ایک fundamental ہے، جو سینیٹ سے متعلق ہے یعنی پارٹی کو چھوڑ کر کسی اور پارٹی کو اختیار کرنا۔ باقی تین وہ ہیں جن کا تعلق صرف اسمبلی سے ہے، سینیٹ سے نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہاں لیڈر آف دی ہاؤس جب نہیں ہوتا ہے اور یہاں Money Bill نہیں آتا ہے البتہ Constitutional Amendment یہاں آتی ہے۔ اس بنا پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب جو red line ہے، وہ red line خیالات کی نہیں ہے، وہ red line اپوزیشن اور گورنمنٹ میں بیٹھنے کی نہیں ہے، وہ red line issues پر voting کی نہیں ہے۔ وہ red line صرف ان چار issues کے متعلق ہے اور یہ 18th Amendment کی بنا پر ایک conscious decision ہے پارلیمنٹ کا جس میں اس نے reject کیا ہے اس تصور کو جو 14th Amendment میں تھا۔ اس بنا پر آپ کو جو اس وقت کی reality ہے، اس کو سامنے رکھ کر اس مسئلے کو طے کرنا ہوگا۔ آپ اس impression میں نہ رہیں کہ کوئی red lines نہیں ہیں اور کوئی flexibility نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں کہنا چاہتا ہوں کہ میری ان معروضات کا جو حاصل ہے، وہ یہ ہے کہ اپوزیشن پارلیمنٹ کا لازمی حصہ ہے، ہماری روایت ہے اور اگر اپوزیشن نہ ہو تو یہ ہاؤس ٹھیک طریقے سے کام نہیں کرسکتا۔ نمبر 2، اپوزیشن سے کون متعلق ہے؟ یہ vague, uncertain, illusive چیز نہیں ہے۔ یہ ایک پارٹی بھی ہوسکتی ہے، یہ ایک سے زیادہ parties بھی ہوسکتی ہیں۔ جو افراد اپنے آپ کو اپوزیشن سے identify کریں، ان کا یہ حق ہے اور اس ہاؤس نے ان کے اس حق کو تسلیم کیا ہے۔ جو ان کے rights ہیں، وہ اس framework کے اندر ان کو دیے گئے ہیں اور ان rights کو deny نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے ساتھ ہی ایک اور اہم point ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کروں گا اور وہ یہ ہے جناب چیئرمین! جہاں تک اس ایوان کا تعلق ہے، میں 1985 سے آج تک الحمدللہ، اپوزیشن میں ہوں، میری زندگی میں کوئی ایک دن بھی، ان 21 سالوں میں ایسا نہیں ہوا کہ میں گورنمنٹ benches پر گیا ہوں۔

نمبر ۲۔ جب 2003 کے انتخابات کے بعد اپوزیشن کا ایک خاص رنگ بنا تو اس وقت دو بڑے بڑے group تھے، ایک جسے combined opposition کہتے تھے اور دوسرا .MMA ایک میں بائیس افراد تھے اور دوسرے میں اکیس افراد تھے۔ ہم largest party تھے لیکن ہمیں Leader of the Opposition کا عہدہ نہیں دیا گیا اور ہم نے اسے good grace سے قبول کیا۔ ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے ایک فرد زیادہ ہے اور میں نے خود کھڑے ہو کر جب میاں رضا ربانی صاحب کو اپوزیشن لیڈر مقرر کیا گیا تو اپنی پوری support کا یقین دلایا and he was gracious enough to come to my house اور اس کے بعد سے ہم نے joint opposition and independent identity کے ساتھ دونوں طرح کام کیا ہے۔ 2008 کے انتخابات کے بعد صورت حال تبدیل ہوئی اور جب میاں رضا ربانی صاحب کو Leader of the House بنایا گیا تو اس وقت Business Committee نے آپ کی صدارت میں تمام پارٹیوں کی موجودگی میں، جس میں اس وقت کی حکومت بھی تھی اور اپوزیشن بھی تھی، یہ بات طے کی، اس وقت ہم گیارہ افراد تھے جو اپنے آپ کو PML (Q) کی opposition leadership سے associate نہیں کر رہے تھے۔ ہمارے بھائی وسیم سجاد صاحب Leader of the Opposition بنائے گئے اور ہم نے independence کو maintain کیا، اس میں جماعت اسلامی کے چھ افراد تھے اور ہمارے ساتھ پانچ دوسری پارٹیوں کے تھے تو گیارہ افراد کو as an independent opposition group تسلیم کیا گیا۔ آپ نے ہمیں کچھ facilities دیں اور ہم نے الحمدللہ ان کو کبھی misuse نہیں کیا۔ جب PML (N) حکومت سے باہر آئی تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہمارے ساتھ مل کر چلیں اور ہم نے اسے welcome کیا۔ اس طرح ہم تیرہ ہو گئے اور میں نے اس کو 2008 to 2009 تک lead کیا، جب 2009 کے الیکشن میں مسلم لیگ (ن) کے اور ممبران آگئے، ان کے سات افراد تھے تو پھر ہم نے راجہ ظفر الحق صاحب کو leader بنایا اور ہم اپنے اختلافات کے ساتھ مشترکات کی بنیاد پر ایک group کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ ہم نے جو فیصلہ اس وقت کیا وہ ایک group کی حیثیت سے کیا، کسی فرد کی حیثیت سے نہیں کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ حقائق آپ کے سامنے رہیں۔

اس کے بعد جب PML (Q) حکومت میں چلی گئی تو پھر PML (Q) کے وہ افراد جو ہم خیال تھے اور وہ افراد جنہوں نے PML (Q) کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کیا، انہوں نے ہمیں offer کی۔ میں آپ کو الیکشن سے پہلے کی بات بتا رہا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا

کہ 'چشمِ ماروشن دلِ ماشاد' اور اس طرح Joint Opposition Group میں ہم چوبیس یا پچیس افراد بن جاتے ہیں۔ یہ known entity ہے، یہ کوئی elusive چیز نہیں ہے، کوئی vague چیز نہیں ہے یہ کوئی آج نہیں بنائی گئی ہے، محض ووٹنگ کے لیے اور لیڈر بنانے کے لیے ہم نے گروپ نہیں بنایا ہے بلکہ یہ reality ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ facts آپ کے سامنے رہیں اور theoretical position آپ کے سامنے رہے اور اس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ فی الحقیقت اپوزیشن کیا ہے؟ میں یہ بھی کہہ دوں کہ جب JUI حکومت سے الگ ہوئی، انہوں نے آپ سے بار بار مطالبہ کیا کہ الگ نشستیں دی جائیں لیکن چار پانچ مہینوں تک انہیں نشستیں نہیں ملیں لیکن اس پورے زمانے میں انہوں نے ہم سے یہ نہیں کہا کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر ایک اپوزیشن group بنانا چاہتے ہیں اور جب یہ صورت حال پیدا ہوئی، ان کی سیٹیں بھی الگ ہو گئیں، الیکشن کا موقع آیا تو اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو ایک group کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس لیے ان facts کو سامنے رکھ کر آپ اپنا opinion form کریں اور اس conceptual framework کو بھی سامنے رکھیں جسے میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

جناب والا! اب میں اپنا اگلا نکتہ نظر پیش کروں گا جو میری نگاہ میں بڑا important ہے اور وہ independents کا ہے۔ دیکھیں پارلیمانی جمہوریت جب سے party system پر بنی اور اب اس کو بنے کم از کم دو سو سال ہو گئے ہیں، اس میں independents کو ایک مقام حاصل ہے لیکن میرے علم کی حد تک ان independents کے سوا جنہوں نے اپنے آپ کو، حکومت سے یا اپوزیشن سے وابستہ کر لیا ہے، انہیں کبھی بھی اپوزیشن کا حصہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ Independent کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ نہ صرف یہ کہ وہ independent elect ہو کر آیا ہے اور اس کی کوئی party commitment نہیں ہے لیکن اگر اس نے elect ہونے کے بعد party commitment کر لی ہے تو وہ پارٹی کا حصہ ہے۔ اگر party commitment نہیں کی ہے تو as a member he has rights and all those rights must be given to them لیکن ipso facto وہ اپوزیشن کا ممبر نہیں بنے گا اور اس معاملے میں، میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا جسے آپ ضرور دیکھیں اور آپ چاہیں گے تو میں آپ کو اس کی کاپی دوں گا، یہ IPU کی Parliaments of the World بہت اہم official کتاب ہے۔ یہ two volumes میں ہے۔

جناب چیئرمین: ایک بات مجھے clear کر دیں، آپ نے کہا کہ independents جنہوں نے کوئی پارٹی join نہیں کی، ان کے تمام rights رہتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے کہا ہے کہ ان کے rights as member رہتے ہیں لیکن not as a member of opposition, except those who have affiliated themselves to opposition or to government.

Mr. Chairman: Let's talk about the case of an independent, who has not joined any parliamentary party after getting elected as independent and he retains his position as an independent. What are his rights?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں عرض کرتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں آپ کو بتاؤں گا کہ اگر آپ یہ Parliaments of the World دیکھیں، جس میں دنیا کی 80 Parliaments کی پوری details موجود ہیں۔ میں آپ کو اس کی کاپی بھی دے دوں گا اور لائبریری میں بھی یہ کتاب موجود ہے۔ اس کا خاص طور پر Table 19 بہت important ہے۔ اس Table 19 میں دنیا کے سارے constitutions سے انہوں نے analyze کر کے دکھایا ہے کہ پارٹی position کیا ہوتی ہے۔ اس میں پہلا کالم ہے:

1. Country.
2. Recognition of groups and names
3. Legal basis of recognition
4. Conditions of recognition
5. Recognizing authority

اس کے بعد بہت اہم ہے

19.5 Official recognition of opposition

19.6 Rights and facilities of groups and opposition

لیکن اس کے بعد

19.7 Rights of unattached members

دنیا کی ساری parliaments میں تین groups شمار کیے جاتے ہیں، ایک حکومت، ایک پارٹی ہو یا coalition, دوسرا recognition ایک پارٹی ہو یا ,coalition اور تیسرا وہ جو ان دونوں میں کسی کے ساتھ بھی attach نہیں ہے اور لفظ بھی بڑا اہم استعمال کیا گیا ہے "unattached" اور یہ unattached کا لفظ for independents آپ کو Kaul میں بھی ملے گا۔ ان کے rights ہیں اور Kaul میں وہ سارے rights ملیں گے لیکن ان کو یہ right نہیں ہے کہ وہ اپوزیشن کے ممبر شمار کیے جائیں گے یا اپوزیشن کے organizational معاملات پر وہ ووٹ کریں گے یا اپوزیشن لیڈر کو منتخب کرنے میں ان کا کوئی کردار ہوگا۔ یہ انڈیا کی پارلیمنٹ میں کبھی نہیں ہوا ہے اور دنیا کی ان تمام parliaments میں جہاں unattached members ہیں، ان کے rights ہیں، to move the Bill, ان کے rights ہیں کہ ان کو business meeting میں اگر وہ ایک group ہیں consult کیا جائے، ان کا right ہے کہ انہیں time allot کیا جائے، ان کا right ہے کہ وہ committee representative ہوں لیکن ان کا یہ right نہیں ہے کہ انہیں اپوزیشن کا حصہ مانا جائے اور اپوزیشن لیڈر کا انتخاب ان کے ووٹ سے ہو، یہ right ان کو حاصل نہیں ہے۔ اس پر یہ بالکل clear چیز ہے، جس میں دور و نزدیک کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جن independents نے خواہ ان کا تعلق فاٹا سے ہو یا بلوچستان سے ہو یا کسی جگہ سے، اپنے آپ کو کسی کے ساتھ declare کر دیا ہے، مثلاً نو ممبران نے حکومت کے ساتھ کیا، دو نے JUI کے ساتھ کیا، اگر انہوں نے یہ کر دیا ہے تو اب وہ ان کا حصہ ہیں، اب وہ independent نہیں رہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو independent سمجھتے ہیں، declare کرتے ہیں، تب بھی وہ کسی بھی پہلو سے اپوزیشن کا حصہ نہیں بنتے۔ اگر ان کو اپوزیشن کا حصہ بنایا گیا تو اس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ مستقبل میں اپوزیشن کا لیڈر کبھی بھی اپوزیشن کی نمائندگی نہیں کرے گا بلکہ وہ اسے rolling stone بنائیں گے اور اس طرح party democracy کا جو concept ہے، جو اپوزیشن کا concept ہے .that will be killed اس لیے میں پوری قوت کے ساتھ یہ بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں اور پوری دیانتداری سے کہہ رہا ہوں کہ آپ دنیا کے سارے constitutions کا مطالعہ کر لیں، آپ کو کہیں بھی independent, unattached نہ اپوزیشن کا ممبر نظر آئے گا نہ حکومت کا اِلّا یہ کہ جنہوں نے declare کر کے اپنے آپ کو شامل کر لیا ہو۔

جناب چیئرمین: اس وقت جو موجودہ حالات ہیں، as far as this House is concerned تین قسم کے independents سامنے آرہے ہیں۔ ایک تو وہ independents ہیں جن کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ who have made party commitments, ایک وہ independents ہیں جنہوں نے کوئی party commitment کی ہی نہیں ہے، ایک وہ independents ہیں جنہوں نے party commitment کر کے commitment کو change کر لیا ہے۔ اب ان تینوں angles کو میرے خیال ہمیں نظر میں رکھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: تینوں کو ہمیں نظر میں رکھنا پڑے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بالکل رکھنا پڑے گا لیکن میری عرض یہ ہے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو identify کسی سے نہیں کیا وہ independent ہیں، وہ independent رہیں گے۔ ان کے rights as member ہیں لیکن نہ وہ government کا حصہ ہیں اور نہ وہ اپوزیشن کا حصہ ہیں۔

نمبر 2، جنہوں نے اپنے آپ کو associate کر لیا ہے، اب وہ independent نہیں ہیں، وہ unattached نہیں ہیں۔ وہ حصہ بن گئے ہیں یا government کا یا اپوزیشن کا اور جو اپنے آپ کو government میں، اپوزیشن میں شریک کر کے بدلتے ہیں تو انہیں اپنے آپ کو بدلنے کا حق ہے۔ جس طرح میں نے defection کے بارے میں بات کی parties سے میں independents کے حق کو سلب نہیں کرنا چاہتا وہاں پر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ *mala fide* ہے یا *bona fide* ہے۔ یہ کب ہوا ہے؟ کس مقصد سے ہوا ہے؟ genuine ہے یا contrived ہے۔ پھر یہ ساری چیزیں دیکھنی پڑیں گی جناب والا! اور اگر خاص opinion پر یہ تبدیلی کی جاتی ہے تو یہ پھر وہ چیز ہو گی جسے لوٹا کریسی کہا جاسکتا ہے۔ جس کا تعلق principles سے نہیں ہو گا لیکن principle بھی ہو سکتا ہے میں اسے deny نہیں کرتا ہوں۔ It depends upon the individual cases and you should examine it on its merit. یہ تینوں چیزیں اس میں شامل ہیں۔

جناب والا! میں اپنی بات کو sum up کرتا ہوں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ چیئرمین کو ruling دینے کا حق ہے اور اگر ruling میں substantial خامیاں رہ گئی ہوں تو اس کو review ہونا

چاہیے۔ یہ انصاف کا تقاضا ہے اور آپ نے عظمت کا ثبوت دیا ہے یہ کام کر کے۔ اس opinion میں تین سقم تھے جنہیں میں نے identify کر دیا ہے جن کو آپ rectify کر دیں۔

نمبر 2، مسلم لیگ(ق) کے جن افراد کی اپوزیشن کے ساتھ affiliation ہے وہ اس کا حصہ ہیں، اس کا حصہ تھے اس کا حصہ رہنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کا حق ہے اور کسی Leader of the Party کو یہ حق نہیں کہ ان کو disenfranchise کرے۔ اسے ایک حق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اس کی نگاہ میں وہ defection کے مرتکب ہوئے تو وہ defection کی کارروائی کر سکتا ہے اور اس معاملے میں بھی دستور نے clear کہہ دیا ہے کہ نمبر ون، انہیں show cause notice دینا ہوگا۔ نمبر 2 Show cause notice کے اندر جن چار وجوہ کا دستور میں ذکر کیا گیا ہے ان کی بنیاد پر دینا ہوگا۔ نمبر 3 انہیں right to defence حاصل ہے۔ یہ تینوں پارٹی لیول پر ہیں۔ اس کے بعد پارٹی لیڈر کا اختیار ہے کہ وہ چیئرمین یا presiding officer جو چیئرمین یا سپیکر ہو اسے مطلع کرے۔ چیئرمین یا سپیکر کا یہ حق نہیں کہ وہ یہ طے کرے کہ defection کیا یا نہیں کیا۔ اس معاملے میں پارٹی لیڈر اور الیکشن کمیشن ----

Mr. Chairman: Then Article 63(A) will come into place.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اسی طرف آرہا ہوں۔ اور اگر ان حضرات کے خلاف کوئی نوٹس نہیں دیا گیا ہے، اگر ان کو hearing نہیں دی گئی ہے، اگر انہیں defectors declare نہیں کیا گیا ہے تو اس کا معنی یہ ہے جو پوزیشن ہے اس کو virtually تسلیم کر لیا گیا ہے کہ یہ defection نہیں ہے۔ یہ ان کا right ہے کہ یہاں پر رہیں اور اس right کی موجودگی میں ان کو ووٹ سے محروم کرنا صریح unconstitutional اور morally and politically غلط ہے۔

تیسری چیز یہ کہ جس کو independent کہا جا رہا ہے وہ سر آنکھوں پر لیکن parliamentary system کے اندر independent, opposition and government تین separate entities ہیں الا یہ کہ independent میں سے کسی نے دونوں میں سے کسی ایک سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیا ہو۔ اس صورت میں ہو پھر unattached نہیں رہتا لیکن جو unattached ہے وہ اپوزیشن میں ووٹ نہیں دے سکتا۔ اس لیے جن حضرات نے JUI کے ساتھ اپنے آپ کو affiliate کیا انہیں ووٹ کا حق حاصل ہے اور جنہوں نے اپنے آپ کو صرف

independent declare کیا انہیں ووٹ کا حق نہیں ہے۔ اس سے بالکل clear ہو جاتا ہے کہ جس طرح مستقبل میں Leader of the Opposition کا تقرر قانون، دستور اور پارلیمانی روایات کے مطابق کیا جانا چاہیے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئر مین: ذرا یہ بھی clarify کر دیجئے، اگر آپ جواب دینا چاہیں تو آپ دیں کہ جو independents ہیں ان میں کونسے ہیں جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے JUI(F) کے ساتھ affiliation کر لیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جنہوں نے کیا ہے وہ لکھا ہوا موجود ہے۔ نو افراد جو government میں ہیں۔ وہ لکھا ہوا موجود نہیں۔

جناب چیئر مین: نہیں، نہیں definitely دیکھیں discussion ہو رہی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ سارے ہیں میں نے سب کو پڑھا نہیں ہے لیکن May's Parliamentary Practice میں بھی اپوزیشن کے معاملے کو discuss کیا گیا ہے اور وہاں بھی یہ کہا گیا ہے کہ game of number is crucial کس کے ساتھ majority ہے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے، Thank you professor *Sahib,* very kind of you, thank you.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: پروفیسر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ parliamentary history جس میں انڈین یا Britain کی بات کی گئی، ایک دور ایسا بھی آیا جب ضیاء الحق نے اس وقت کی ایک جمہوری حکومت۔۔۔

جناب چیئر مین: دیکھیں جب آپ بحث کریں گے پھر ۔۔۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: میں ذرا point clear کرنا چاہتا ہوں، ذرا جوڑنا چاہتا ہوں کہ اس سسٹم سے بھی کچھ پارٹیاں جڑی رہیں۔ اگر اس کو بھی اس تسلسل میں ملا لیا جاتا تو ذرا position clear ہو جاتی۔

جناب چیئر مین: یہ اپنی بحث میں لے آئیے گا کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کا کڑ ایڈووکیٹ: مجھے بھی آپ بولنے نہیں دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میں کب منع کر رہا ہوں۔ پھر آپ اپنی بحث شروع کر دیجئے۔ بحث میں کر لیجئے گا۔ دیکھیں جب آپ بحث کریں گے، لے کر آئیں گے تو پھر آگے بڑھیں گے۔ جی گلشن صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں نے چونکہ جانا ہے اور میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ، آپ بحث کرنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر گلشن سعید: نہیں جی بحث کوئی نہیں ہے۔ میں اپنا موقف آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں as a member, آپ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں بات کروں۔ بحث کرنے والے بہت ہیں ماشاءاللہ۔ میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہم ووٹ لے کر ان ایوانوں تک آئے ہیں اور ووٹ کے بغیر ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ووٹ ہمارا حق ہے قانونی، آئینی اور بحیثیت پاکستانی شہری جو ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے۔ آپ کسی صورت بھی کسی شخص کو ووٹ سے محروم نہیں کر سکتے جو کہ کسی پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ آپ کسی طرح بھی کسی کو منع نہیں کر سکتے کہ آپ ووٹ نہ دیں جبکہ وہ پارلیمنٹ میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ ہمارا بالکل حق ہے اور اس میں، میں مثال دوں گی جناب صدر محترم جو اس وقت کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہیں ان کو ہماری پارٹی نے جس میں ہم سو سے زیادہ ممبران تھے ان میں سے آدھے لوگوں نے پارٹی کے against جا کر ووٹ دیا تھا، میں یہ بات ہاؤس کے سامنے کہنا چاہتی ہوں۔ ہمارے آدھے سے زیادہ ممبران پاکستان مسلم لیگ (ق) نے ووٹ صدر زرداری صاحب کو ڈالا تھا۔ اپنی مرضی سے ڈالا تھا اور کئی لوگوں نے شامل ہوئے بغیر ووٹ دیا تھا اور Prime Minister *Sahib* کو بھی جمہوریت کو فروغ دینے لیے ووٹ ڈالے تھے۔ اس وقت کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ یہ کون ہوتے ہیں ووٹ ڈالنے والے، یہ تو ہماری پارٹی کے ہی نہیں ہیں۔ یہ کیسے ووٹ ڈال سکتے ہیں۔ سب لوگوں نے ووٹ ڈالے جناب والا، یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ میں آپ کو ذرا نزدیک کی باتیں یاد کرانا چاہتی ہوں۔ ووٹ تو سیکرٹ ہوتا ہے۔ وہ تو ڈالا جاتا ہے جس طرح بھی ڈالیں مگر ہمیں تو پتا ہے کہ ہمارے آدھے لوگوں کے ووٹ غائب تھے وہ کدھر گئے؟ جس کو ہم نے ووٹ ڈالنے تھے مشاہد صاحب کو ادھر تو ووٹ پڑے ہی نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کو یاد ہوگا کہ 18th

amendment میں ہماری جماعت نے کہیں ووٹ دیا مگر میں نے اپنی مرضی سے ووٹ دیا۔ اس وقت آپ کو اعتراض نہیں ہوا۔ یہ سارے لوگ گواہ ہیں کہ میں نے پختون خوا کو ووٹ دیا کہ جب ہمارے سارے ممبران اس کے اندر بیٹھے اور اس بات پر انہوں نے sign کیے کہ این ڈبلیو ایف پی کا نام بدلا جائے گا۔ تو یہاں آکر جھگڑا کیوں ڈال دیا کہ جی یہ نام ہمیں منظور نہیں ہے۔ جب ساری پارٹیوں کی consultation سے ایک کام ہوتا ہے پھر جا کر ہاؤس میں جھگڑے ڈالتے ہیں۔ اس وقت بھی میں نے کہا کہ میں اپنی مرضی سے ووٹ دوں گی اور میں نے ووٹ دیا۔

تیسری بات جناب والا، ہمارے بہت محترم جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وکیل ہیں ان کو بہت ساری پرانی باتیں بھی یاد ہیں۔ وہ آپ کو قانونی باتیں بھی سمجھائیں گے مگر میں آپ کو ایک simple اور سیدھی بات جو فارمولا ہے جمہوریت کا وہ یاد کرانا چاہتی ہوں۔ ووٹ دینے کے حق سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا اس لیے کہ میں یہاں ہوں ہی ووٹ دینے کے لیے۔ کوئی بھی معاملہ ہوگا میں ووٹ دوں گی۔ ورنہ تو میرا وجود، آپ نے مجھے سیٹ دی اپوزیشن میں اور میں آزاد لوگوں کی طرح ٹاپ کر ووٹ دینے یہاں نہیں آئی۔ ادھر سے انہوں نے cross کیا ضرورت کے تحت کہ ہم ووٹ ڈالیں گے تو جیت جائیں گے۔ میں تو سیدھی سیدھی بات کرتی ہوں۔ اور وہ وہاں سے آکر ووٹ ڈال گئے۔ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں ڈھائی تین سال سے ادھر ہی بیٹھی ہوئی ہوں۔ میں اپوزیشن میں تھی ۔ مجھے کہا گیا کہ ہماری جماعت ادھر چلی گئی۔ میں نے کہا چلی جائے، میں ادھر ہی بیٹھی ہوں۔ میں نے ووٹ دینا تھا۔ ہم سب کا یہی خیال تھا کہ ہمارا حکومت کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ ہم ادھر ہی بیٹھیں گے۔ ہمارا forward block ہے۔ ہمارا کورٹ میں کیس گیا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم اپوزیشن کے ممبر ہیں اور ہم اپنا لیڈر خود چنیں گے۔

جناب چیئرمین: کون سی کورٹ میں آپ کا کیس ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: اپوزیشن لیڈر کے لیے تو اپوزیشن کے ممبران کا حق ہوتا ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ حکومتی بنچوں سے اٹھ کر ادھر آجائیں کہ جی ہم تو اپوزیشن میں آگئے لہٰذا ہم ووٹ دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا کیس کہاں پر pending ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: لاہور ہائی کورٹ میں ہے۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب. can you obtain the copy

سینیٹر گلشن سعید: میں آپ سے التجا کروں گی کہ آپ کا جو انصاف ہوگا، آپ کی جو ریکارڈنگ ہوگی یہ اس بات پر ہوگی کہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔ آپ نو لوگوں کو یہ کہہ دیں کہ آپ ووٹ نہیں دے سکتے۔ یہ تو آئینی طور پر اس ہاؤس کی بھی بڑی تذلیل ہوگی کہ آپ کسی سے ووٹ کا حق لے لیں۔ جناب والا! میں آپ سے زیادہ بات نہیں کروں گی مگر آپ کو میں نے دو چار بڑی بڑی باتیں سمجھا دی ہیں کہ ووٹ کا حق کسی سے کوئی نہیں چھین سکتا آپ دوبارہ اس پر سوچیں اور فیصلہ کریں، ہمیں ووٹ کا حق دیں، جب ہمیں ووٹ کا حق ہے تو ہم ووٹ ڈالیں گے اور اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ شاہ جی یہ مولانا صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر انجینیئر ملک رشید احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! اپوزیشن لیڈر کے انتخاب کا جو قضیہ چل رہا ہے۔ اس میں جناب کی طرف سے جو فیصلہ سامنے آیا ہے، اس پورے قضیہ میں اور اس فیصلے میں فریق مخالف کی طرف سے جن چیزوں کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس میں ایک چیز فاٹا کے آزاد ممبران کا ووٹ ہے۔ اس حوالے سے میں اپنی حیثیت کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے بعد قانونی و آئینی ماہرین اس وضاحت کے ساتھ اس پر رائے دے دیں۔ جناب چیئرمین! یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ میں نے فاٹا سے آزاد حیثیت سے الیکشن جیتا ہے، میں آزاد حیثیت سے اس ہاؤس میں آیا ہوں اور آزادانہ حیثیت سے کسی بھی جماعت کی حمایت کرنا، بحیثیت آزاد ممبر یہ میرا حق ہے اور اس حق کو استعمال کرتے ہوئے میں نے روز اول سے اس ہاؤس میں جمعیت العلمائے اسلام کی حمایت کی ہے۔ اس سلسلے میں جب اپوزیشن لیڈر کے انتخاب کا مرحلہ آیا میں نے جمعیت العلمائے اسلام کی حمایت کی ہے اور جمعیت العلمائے اسلام کی طرف سے نامزد کردہ مولانا عبدالغفور حیدری کے لیے دستخط کئے ہیں۔ ممبر فاٹا کی حیثیت سے یہ میری پوزیشن ہے تاکہ ریکارڈ پر آجائے اور قانونی ماہرین اپنی رائے دے سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ، کل میڈیا اور سول سوسائٹی کی کامیابی کی خوشی میں شامل ہوتے ہوئے میں اپنے صحافی بھائیوں، بہنوں اور سول سوسائٹی کے ممبران کو مبارکباد دینا ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی یہ کامیابی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ یہ کامیابی کی ابتدا ہے جس کی آخری اور حتمی کامیابی تو اس وقت ہوگی جب اس کمیشن کے نتیجے میں یہ پتا چل جائے گا کہ شہزاد سلیم کے مجرمان کون تھے اور وہ عدالت کے کٹہرے میں کھڑے کئے جائیں گے۔ فی الحال، بہرحال جتنی کامیابی ہوئی ہے اس پر ہم سب کو مبارک ہو، وہ بھی کم نہیں۔ جناب والا! کل جب میں دھرنے میں شامل ہوا تھا تو کچھ صحافی بھائیوں نے مجھے مائیکروفون پکڑا دیا۔ میں نے بھی وہاں پر وہی باتیں کیں جو مجھ سے پہلے دوست باتیں کر رہے تھے لیکن وہاں پر میں نے ایک رائے دی جو شاید آگے تک نہیں پہنچ سکی آج آپ کی وساطت سے، اس ایوان کی وساطت سے وہ رائے پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ جتنے اڑتالیس صحافی جنہوں نے رائے حق میں ہمیں سچ بتانے کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں دی ہیں، میں نے رائے دی تھی کہ ان کے متعلق، ان کی زندگی کے متعلق، فرداً فرداً مختصر خاکے تیار کئے جائیں اور وہ ایک کتاب کی شکل میں شائع ہوں۔ جس میں یہ بتایا جائے کہ وہ کس چیز کی تلاش میں تھے اور کس سچ کو بتانا چاہتے تھے جب انہیں اس قسم کا صدمہ ہوا۔ یہ بھی بتائیں کہ ان کے جانے کے بعد ان کے خاندان کی کیا صورت حال ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہمارے صحافی بھائی اور سول سوسائٹی اس کتاب پر work up کرنے کے لیے کوشاں ہوں گے اور ایک بہترین کتاب بن سکے گی جس سے ہمیں آئندہ کے لیے بھی نشاندہی مل سکے گی۔

دوسری بات میں کہنا چاہوں گا کہ آج صبح اس ایوان میں، میں نے جو منظر نامہ دیکھا جس میں دو ایسی جماعتیں جو کسی وقت آپس میں حلیف تھیں اور اس بار حریف ہو کر، ایک دوسرے کے خلاف تنقید کر رہی تھیں اس منظر نامے کو دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوا۔ کچھ ایسا احساس ہو رہا تھا کہ پاکستان جو خطرات میں پڑا ہوا ہے واقعی نیرو بانسری بجا رہا ہے اور روم جل رہا ہے۔ روم تو جل رہا ہے لیکن بدصورتی تو یہ ہے کہ ایوان میں بانسری بھی نہیں بجی سوائے اس کے کہ تنقید کی بارش ہوئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کا منظر نامہ آئندہ دیکھنے میں نہیں آئے گا۔

جناب والا! اب میں آج کے موضوع کی طرف آتا ہوں جو آج کا موضوع ہے یہ اہم بھی ہے کیونکہ آپ نے خاص طور پر ایک فیصلہ کرنے کے بعد دوبارہ بحث کے لیے وقت مقرر کیا ہے۔ جناب

والا! ہماری پارلیمانی تاریخ میں ایک ناخوشگوار واقعہ ہے کہ اپوزیشن بھی آپس میں متحد نہیں ہے اور ان کے درمیان بھی دراڑیں پائی جا رہی ہیں بلکہ دو بڑی اپوزیشن جماعتیں آپس میں اتنے فاصلے اور دوریوں میں آچکی ہیں کہ وہ بھی ایک تکلیف دہ امر ہے۔ایک متحدہ اور طاقت ور اپوزیشن جمہوریت کی ضمانت ہوتی ہے اور وہی حکومتی پالیسیوں پر مکمل طور پر تنقید کر سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ جی Politics پر مت جائیں۔ Let us confine ourselves to the legalities and the constitutionalities and the procedure of the issue involved.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اسی وجہ سے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: کیونکہ ہم نے ایک benchmark رکھا ہے کہ سیاست کو ہم بیچ میں نہیں لائیں گے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اسی کی جانب آرہا ہوں۔آپ نے ابتدا ہی میں بات کر دی۔ میں کہہ رہا تھا کہ متحدہ اور طاقتور اپوزیشن، میں اپوزیشن کا ہی ذکر کر رہا ہوں وہی جمہوریت کی ضامن ہوتی ہے اور حکومت پر تنقید کر کے good governance کی طرف لے جا سکتی ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ one of the biggest achievements of democracy has been that the leader of the Opposition has been recognized and that is the importance of the discussion of today. جناب والا! جمہوری نظام کی دوسری سچائی بھی عرض کر دوں آپ جانتے ہیں کہ آج کی اپوزیشن کل کی حکومت بھی بن سکتی ہے لہٰذا یہ کہیں بہتر ہوتا کہ یہ ہماری دو حزب اختلاف کی جماعتیں اور ان کے قائدین آپس میں مل جل کر فیصلہ کر لیتے اور آپ سب کو اور ہمیں اس لمبی بحث سے بچا لیتے۔ ایسا نہ ہو سکا۔ میرے لیے دونوں اصحاب، محترم اسحاق ڈار صاحب اور مولانا عغفور حیدری صاحب دونوں بڑے محترم ہیں۔ سینیٹر اسحاق ڈار صاحب کی سینیٹ میں کارکردگی بے حد نمایاں رہی ہے۔ اقتصادیات اور اعداد و شمار کے وہ ماہر ہیں، ان کے مقابلے میں شاید سینیٹ میں پروفیسر خورشید صاحب اور اب ہارون اختر صاحب بھی تیار ہوتے جا رہے ہیں ورنہ اور کوئی ممبر دکھائی نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین: ابھی تیار نہیں ہیں کیا؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی ہاں کچھ ہوتے جا رہے ہیں۔ سینیٹر اسحاق ڈار کی نمائندگی بلا شک و شبہ ان کے لیے انہیں اس اعزاز کی حق دار بناتی ہے۔ اسی طرح مولانا غفور حیدری صاحب کا ایک دینی اور سیاسی مرتبہ ہے، ان کا اپنا ایک مقام ہے، وہ دھیمے لیکن غیر مبہم انداز میں حکومت کی war on terror کی پالیسی کے خلاف تنقید بھی کرتے رہتے ہیں اور اپنی رائے بھی دیتے ہیں۔ ان کی جماعت اس وقت، جب کہ امریکہ افغانستان سے جانے کی تیاریاں کر رہا ہے، کہا جاتا ہے اور ربانی نے یہاں آکر کہا ہے، ہمارے رضا ربانی صاحب نے کہ ان کی جماعت یعنی جمعیت العلمائے اسلام اس وقت طالبان اور حکومت کے درمیان پل کا کام کر سکتی ہے۔ ان کی بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت ہے ہمارے لیے دونوں اشخاص بڑے محترم ہیں اور Leader of the Opposition کا عہدے لینے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب والا! آپ نے ایک حکم نامہ جاری کیا تھا جس میں مولانا غفور حیدری صاحب کو آپ نے نامزد کیا لیکن اب اسی پر بحث ہو رہی ہے۔ میں اس فیصلے سے متاثر ہوئے بغیر آپ کے سامنے قانون کی باتیں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مہربانی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اگر میرا انداز بیان ذرا مدھم ہو تو اس سے آپ یہ نہ سمجھ لیجیئے کہ میرے دلائل کمزور ہیں کیونکہ یہ میرا انداز گفتگو ہے، آپ اس انداز کو argument کی کمزوری نہ سمجھ لیجیے۔ جناب والا! مجھے یاد پڑتا ہے اگر اجازت ہو تو تھوڑی سی علیحدگی کی بات کروں۔ آپ کو محمود علی قصوری صاحب تو یاد ہوں گے، ان کی آواز بھی یاد ہوگی۔ سندھ میں ایک جج صاحب تھے جسٹس کنسنٹائن وہ بہت ہی آرام سے بولا کرتے تھے۔ ایک مقدمہ محمود علی قصوری صاحب ان کے سامنے لے کر گئے جس میں کوئی کمزور پوائنٹ تھا جج صاحب ان سے اس پوائنٹ پر پوچھنا چاہتے تھے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، میاں صاحب کو بھی معلوم تھا کہ میرا یہ پوائنٹ بڑا کمزور ہے وہ خوب اونچی آواز سے اپنی دوسری باتیں کرتے رہے، جج صاحب کو انہوں نے سننے کی گنجائش پیدا نہیں کی۔ جب موقع ملا تو جسٹس کنسنٹائن نے کہا

"It is a pity that I cannot be heard in my own court but may I tell Mahmood Ali Qusuari that louder you speak it appears you have a weak point to argue. So therefore do not take in that place."

جناب والا! جس ملک میں دو پارٹی سسٹم رائج ہو وہاں قائد حزب اختلاف کا مسئلہ کسی قسم کی دشواری پیدا نہیں کرتا۔ مثلاً آپ نے برطانیہ میں دیکھا ہے جو جماعت اکثریت میں ہوتی ہے اس کا لیڈر آف دی ہاؤس ہوتا ہے اور دوسری جماعت کا لیڈر آف دی اپوزیشن ہو جاتا ہے۔ May's Parliamentary Practice میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ under two party system as in Britian any uncertainty as to which party has the right to be called official opposition is obviated.

Mr. Chairman: Shah Sahib would you tell me the page number of this.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب میں یہ آپ کو بتا دوں گا۔ لیکن ہمارے ملک میں اور آج کے حالات میں یہ دو پارٹی سسٹم جو کہ بہت خوبصورت سسٹم ہوتا ہے، جس سے ملک کو فائدہ ہوتا ہے بد قسمتی سے رائج نہیں ہے۔ لہذا ہمیں آئین اور سینیٹ کے قواعد کی جانب ہی نظر کرنی پڑے گی۔ آپ کے سامنے یہ بار بار پڑھا گیا اس کو ہم بھی ایک مرتبہ پڑھ لیتے ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کو خاص طور پر پڑھا گیا ہے، لیڈر آف دی ہاؤس کو ابھی نہیں پڑھا گیا۔ حالانکہ وہ بھی بہت اہم شخصیت ہیں۔ پہلے Leader of the House کی definition دیکھتے ہیں۔ "Leader of the House means the Prime Minister" جو کہ اس ایوان میں elect نہیں ہوتا، "or member appointed by him to represent Government and regulate Government business in the Senate when the Prime Minister is not sitting in the House." ایک ایسی شخصیت، ایک ایسا office holder جس کو ہم نہیں چنتے، جس کو چننا ہمارے ایوان کی ذمہ داری نہیں ہے، وزیراعظم جس کو nominate کر دے۔ وہ جس شخص کو بھی nominate کر دے، وہ Leader of the House بن جائے گا۔ اس میں کسی ووٹ اور کسی تنقید کا کوئی تعلق نہیں ہے، یہ بڑے واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی آپ نے note فرمایا کہ وہ اس ہاؤس سے منتخب ہی نہیں ہوتا۔

اب ہم آتے ہیں Leader of the Opposition کی طرف۔ "Leader of the Opposition means a member of a House who in the opinion of the Chairman," وہاں ہے nomination اور یہاں تھوڑی سی change یعنی "opinion" کا لفظ

استعمال کیا گیا ہے اور اس لحاظ سے، ابھی میں آگے نہیں پڑھ رہا، اس لحاظ سے راجہ امین صاحب، جو آپ کے سیکرٹری ہیں، انہوں نے ایک note آپ کو پیش کیا تھا 19-05-2011 کو، جس میں اس provision کے متعلق انہوں نے بالکل صحیح لکھا تھا اور میں ان کے note میں سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ "This provision without any detailed procedure," کوئی procedure اس provision میں نہیں دیا گیا ہے، "gives the power" which I use the word "discretion" "to the Chairman to nominate a Senator as the Leader of the Opposition." یعنی کہ یہ آپ کے discretionary اختیارات میں سے ایک اختیار ہے کہ آپ اندازہ لگا کر کہ کس کو آپ سمجھتے ہیں کہ وہ حزب اختلاف کی نمائندگی کر سکتا ہے اس ایوان میں، یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے اپنے opinion کے مطابق۔

جناب چیئرمین: یہ لفظ opinion کی کیا definition ہے Black's Law Dictionary میں؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی میں بتاتا ہوں۔ ابھی آگے چل کر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ معلوم یہ ہوا کہ Leader of the House صرف نامزد کر دینے سے بن جاتا ہے اور Leader of the Opposition آپ کے اندازوں سے اور آپ کی صوابدید پر بنایا جاتا ہے۔ یہ جو بحث یہاں پر ہوئی ہے اور جس بحث کا میں احترام کرتا ہوں کہ right of vote ہے لیکن یہاں تو voting ہے ہی نہیں۔ اس definition میں کوئی detail نہیں ہے، کوئی voting نہیں ہے۔ There is no right of vote being ingrained into this particular provision. اگر اس میں لکھا ہوتا کہ آپ نے انتخاب کرنا ہے یا آپ نے "ayes and noes" کروانے ہیں، ہاتھ کھڑے کروانے ہیں تو پھر واقعی ہمارے دوستوں کا، جن کا بھی ذکر آتا ہے ان کو اپنے اپنے طور پر vote دینے کا اور vote دے کر اپنی رائے کا اظہار کرنے کا اختیار تھا۔ Vote دے کر رائے دینے کا اختیار اس definition میں مجھے کہیں نہیں دکھائی دیا۔ اس لیے ہم تھوڑی دیر کے لیے اس بہت بڑے نکتے کو جس کا بار بار یہاں ذکر ہوا ہے کہ vote ہر شخص کا حق ہے، ہر رکن کا حق ہے، جو میں بھی مانتا ہوں، جو آپ کا بھی حکم ہے، جو سب کا ہمارا خیال ہے، جو درست ہے، اس کا یہاں پر اطلاق نہیں ہوتا۔ یہاں پر آپ نے صرف ایک رائے قائم کرنی ہے کہ Opposition کو کون مناسب طور پر بطور leader چلا سکتا ہے۔ آپ کو

تعجب ہوگا جب میں آپ کی توجہ اس چیز کی طرف مبذول کراؤں گا کہ ہمارے اس سارے سینیٹ کے قواعد میں Leader of Opposition کا ذکر صرف ایک جگہ آتا ہے اور کہیں نہیں ہے اور وہ کون سی جگہ ہے، میں آپ کو بتاتا ہوں، وہ ہے Rule 21(c). یہ بتاتا ہے کہ تین طرح کے business ہوتے ہیں اس ہاؤس میں جو ہم سب جانتے ہیں۔ ایک Government Business, ایک Private Members' Business اور ایک Senate Business.

"Business of the Senate shall be classified as:

i) Government Business;

ii) Private Members' Business; and

iii) Senate Business."

اس کے بعد آپ دیکھیں گے، باقی تمام میں چھوڑ دیتا ہوں، آپ (c) میں آجائیے۔

"The Chairman shall, after consultation with the Leader of the House or the Minister for Parliamentary Affairs, or any other Minister so authorized and the Leader of Opposition or a member authorized by him in this behalf, fix the time and date for discussion of the Senate Business."

صرف سینیٹ کے business کے وقت consultation کا ذکر اس سارے Rule میں Leader of Opposition کے متعلق آیا ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب سلسلہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف ایک رائے قائم کرنی ہے۔ جس طرح انتخابات ہوتے ہیں وہ سلسلہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: Rule 21 کا (i), (ii) and (iii) بھی پڑھ لیجیئے۔ انہوں نے classify کیا ہے business کو۔ تین قسم کے business ہوتے ہیں۔

Government Business, Private Members' Business and Senate Business. So, the consultation is only with regard to the Senate Business and not with regard to the Government and the Private Members' Business.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اور Senate Business آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ sub-Rule (4) میں دیا ہوا ہے۔ Senate Business کو define کیا ہوا ہے۔

"Senate Business shall include business relating to Committees and such other business as the Chairman may designate as Senate business."

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اس لیے اس کی اہمیت کو سامنے رکھ لیجیئے گا۔ اب میں آتا ہوں ان دونوں بڑی جماعتوں پر جن کا ہمیں بڑا احترام ہے۔ ان کی party position کے بارے میں مجھے یہ بتایا گیا ہے اور آپ کے بھی کچھ record میرے پاس آئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ JUI(F) کے 10 ارکان ہیں، کچھ 12 لکھتے ہیں، کچھ 10 لکھتے ہیں، لیکن 10 مان لیتے ہیں اور ہماری پاکستان مسلم لیگ (نواز) کے 07 ارکان ہیں۔ میری آپ سے درخواست یہ ہوگی کہ جب آپ اپنی رائے قائم کرتے ہیں، صوابدیدی رائے قائم کرتے ہیں Rule 2 کے تحت تو جو سب سے پہلے چیز آپ نے اپنے سامنے ملحوظ خاطر رکھنی ہے کسی Leader of the Opposition کے چناؤ کے لیے تو وہ دو پارٹیوں کے درمیان کہ کس کی فوقیت ہے نمبروں کے لحاظ سے، اس کو آپ اولیت دیں گے۔

چونکہ دنیا کے تمام نظائر آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو میں آپ کے سامنے یہ document پیش کر رہا ہوں جو میں نے نکالے ہیں، Statutory Leader of the Opposition from 1937 in UK.

"Leader of the Opposition in the two Houses of Parliament had been generally recognized and given a special status in Parliament from more than a century before they were mentioned in legislation."

یہ پہلا legislation ہے Parliamentary Practice confirms that the office of the Leader of the Opposition was first given a statutory recognition in the Ministers of Crown Act 1937. یہ آپ نوٹ فرما لیجیے اور اس کا Section 5 کہتا ہے "Leader of the Opposition shall receive 2000 pounds اور اب Section 10 میں definition دے دی گئی ہے۔ Section 10,

one (1) includes the definition which quantifies the usual situation under the previous custom پہلا بھی یہی custom تھا۔ Leader of the Opposition means that member of the House of Commons who is for the time being the Leader in that House of the party in Opposition to his Majesty's Government having the greatest numerical strength in that House." وہ شخص Leader of the Opposition بنے گا یا بنایا جاتا ہے اور یہی custom centuries کا ہے، جس پارٹی کی عددی فوقیت باقی پارٹیوں پر ہو گی، اس کے لیے جو لیڈر تجویز ہو گا، وہی Leader of the Opposition گنا جائے گا۔ Mother of the Parliament نے تو یہ procedure رکھا ہوا ہے۔ آپ اس سے deviate کیوں کر رہے ہیں؟

اس کے بعد دوسرے صفحے پر آ جائیے۔ پہلا پیرا گراف چھوڑ دیجیے۔ دوسرے حصے کے پیرا گراف پر آ جائیے۔ دوسرے صفحے پر ہے "subsequent legislation also gives statutory recognition to the Leader of the Opposition in the House of Lords." ہم ایوان بالا ہیں۔ Section 21 آپ کی اجازت سے پھر میں پورا پڑھ دیتا ہوں۔

"Leader of the Opposition means in relation to either House of Parliament the member of that House who is for the time being the leader in that House of the party in Opposition to Her Majesty's Government having the greatest numerical strength in the House"

ہم سب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جے یو آئی (ایف) بھی اپوزیشن میں ہے اور پی ایم ایل (این) بھی اپوزیشن میں ہے اور اس کے مطابق ان میں سے کس کی تعداد زیادہ ہے؟ اس نے آپ کے صوابدیدی اختیارات کے مطابق فیصلہ کن ہونا ہے۔ اب چلیے کینیڈا میں۔ اگلے صفحے پر۔ وہاں اس کو His Majesty's Loyal Opposition کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہ لفظ loyal opposition شروع ہو گیا ہے۔ وہ کہتے یہ ہیں اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں His Majesty's Loyal Opposition پر وہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے ساتھ وفاداری ایک بہت بڑے فخر کی بات ہوتی ہے۔ اب اس میں دیکھیں کیا لکھا ہے۔ "The Leader of Her Majesty's Loyal Opposition or simply the Leader of Opposition in Canada is the member of

Parliament in the Canadian House of Commons who leads Her Majesty's Loyal Opposition, the party in Parliament that has the most number in opposition to the Government party." اپوزیشن کی وہ جماعت، جس کے پاس سب سے زیادہ تعداد ہو۔ اسی طرح انہوں نے ان نچلے الفاظ میں، سینیٹ کی definition میں یہ دیا ہوا ہے۔ ہندوستان، بھارت کی یہاں بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔ آپ دوسرے صفحے پر چلے جائیے۔ "Rajya Sabha until 1969 there was no leader of the Opposition in real sense of the terms till that practice was to call the leader of the party in opposition having the largest number of the members as a Leader of the Opposition without according him any formal recognition, status, or privilege." لیکن اسی کو کہتے تھے، جس کے ممبران پارلیمنٹ میں باقی دوسرے اپوزیشن ممبران سے زیادہ ہوتے تھے۔ "The office of Leader of the Opposition was given official recognition through the salary and allowance of leaders of Opposition in Act of 1977". "The Act defines the Leader of Opposition in Rajya Sabha as a member of the Council of State who is for the time being the leader in that House, of the party in Opposition to the Government constituting the greatest numerical strength" ایک اور لفظ ان کا آگیا ہے and recognized as such by the Chairman. یہ recognition کا مسئلہ پروفیسر خورشید صاحب نے آپ کو بتایا تھا لیکن شاید انہوں نے پوری بات بتانا اس موقع پر ضروری نہیں سمجھی۔ جب وقت آئے گا تو میں بتاؤں گا کہ یہ recognition کیا چیز ہے۔ وہ ان کا ایک خاص سسٹم ہے۔ بڑا اچھا سسٹم ہے۔ ہم بھی اگر نبھا سکیں تو اچھی بات ہے لیکن شاید وہ ابھی ہمارے ملک میں نہیں چل سکتا۔ آسٹریلیا کی بھی یہی پوزیشن ہے۔ یہ میں نے اس کے ساتھ لگا دیا ہے۔ اس کے بعد جب باقی کاغذات کا وقت آئے گا، اس وقت آپ کو بتا دوں گا۔

اب جناب! میں اس issue پر آنا چاہتا ہوں، جس کا تعلق میرے اپنے خاص دوستوں سے ہے۔ جو ہمارے ہی ساتھی ہیں۔ ہماری پارٹی کو belong کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں شاہ صاحب! ہم اپنے rules with regard to the Leader of the Opposition بھی ذرا دیکھ لیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں جناب؟

جناب چیئرمین: اپنے rules کو بھی with regard to the Leader of the Opposition.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں نے آپ کو دے دیا ہے۔ آپ اسے سارا پڑھ لیجیے گا۔

جناب چیئرمین: ہمارا اپنا جو rule ہے how would you interpret our rule in juxtaposition with the rules and sections which you have cited with regard to the other countries of the world.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اس کے بعد دوسری کتاب Practice and Procedure of Parliament یہ بھی Kaul کی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳۲ پر میں آپ کو لے جانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ہندوستان، بھارت نے Page کے نام سے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس میں صفحہ ۱۳۲ پر پیراگراف ہے prior to 1977, general elections جس کا پروفیسر خورشید صاحب نے ذکر کیا کہ کانگریس کے دو حصے ہو گئے اور ایک اپوزیشن کانگریس کہلائی۔ اس پیراگراف کی آپ آخری چار لائینیں میرے ساتھ پڑھیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Senator S. M. Zafar: "After the sixth Lok Sabha elections, Janta Party came into power and the membership of the hitherto ruling congress party was reduced to the second largest in Lok Sabha. The Congress Parliamentary party was recognized as the Opposition party and its leader as the leader of the Opposition".

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اب اگلا حصہ اہم ہے۔

"The Page Committee recommended that the leader of the largest recognized opposition party—"

میں recognized کی definition بعد میں آپ کو بتاؤں گا۔

"The largest recognized opposition party whether a regular party or a party composed of different parties or groups should be recognized as a leader of the Opposition".

So, the largest political party جو largest number ہے اس کو آپ نے recognize کرنا ہے۔ یہ ہے ساری دنیا کا رواج اور یہ رواج ہمیں اپنے رواج، اپنے rule کے لیے interpret کرنا ہو گا۔ میں اب دوسرے chapter کی طرف آرہا تھا جناب! یہ تو میں نے دنیا کی مثال دی اور آپ سے عرض کیا ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو اس سے باہر نہیں رکھنا۔ ہم نے انہی کے مطابق اور انہی روایات کو سامنے رکھ کر اپنی definition بنائی ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) کے ہمارے ساتھی، جو میرے بہت عزیز ہیں، بڑے محترم ہیں، ان کے ساتھ ہم نے بڑا وقت گزارا ہوا ہے، انہوں نے اعلان کیا کہ ہم علیحدہ سیٹیں چاہتے ہیں اور آپ نے بھی ان کو علیحدہ نشستیں مہیا کر دیں۔ جناب والا! جس وجہ سے ان کی ہم سے علیحدگی ہوئی یا جس وجہ سے انہوں نے کہا کہ ہم علیحدہ سیٹیں مانگتے ہیں، وہ یہ تھی کہ پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) کی قیادت نے فیصلہ کیا کہ وہ حکومت میں شامل ہوں گے۔ جب یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حکومت میں شامل ہونا ہے یا نہیں، میرے سارے دوست وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی اختلاف کیا۔ میں نے بھی اتنی ہی شدومد سے اختلاف کیا اور اپنی پارٹی کو یہی رائے دی کہ آپ اس وقت، اس حکومت میں نہ جائیں۔ اس حکومت میں جانے کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں۔ یہ میری رائے تھی۔ ان کے دلائل شاید میرے سے زیادہ جوشیلے اور مدلل ہوں گے لیکن میں نے بھی اپنے طور پر، اپنی منطق اور سمجھ کے مطابق اپنی پارٹی کو سمجھایا لیکن جب اکثریت کا فیصلہ ہوا تو میری رائے کے خلاف ہوا لیکن پارٹی کے ڈسپلن کو مانتے ہوئے میں نے علیحدہ سیٹ نہیں مانگی۔ حتیٰ کہ میری سوچ اور ان کی سوچ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اب اس احترام کے بعد کہ ہماری سوچوں میں کوئی فرق نہیں، میں آپ کو بتاؤں گا کہ میرے نقطہ نظر کے مطابق ہمارے ان دوستوں کی رائے کو آپ نے نظرانداز کرنا ہو گا۔

ووٹ کا لفظ میں استعمال نہیں کر رہا کیونکہ ووٹ کا لفظ مجھے definition میں کہیں دکھائی نہیں دیا۔ ان کی رائے محترم ہے۔ ان کو اپنی رائے رکھنے کا حق ہے لیکن یہ رائے رکھنے کے بعد بھی، ان کی رائے locus standi نہیں ہے۔ جس کو کہتے ہیں کہ بنیاد موجود نہیں ہے جس کی بنا پر آپ ان کو زیر غور لائیں۔ ان کی رائے کا سن لینا آپ کا حق ہے، ان کا کہنا، ان کا حق ہے لیکن اس پر وزن دینا ہے یا نہیں، میری عرض ہے کہ آپ وزن نہیں دے سکیں گے۔ میں اس کی وجہ بیان کرنا چاہتا ہوں اور یہ وجہ بڑی اہم ہے۔

یہ اچھا ہے کہ پروفیسر خورشید صاحب موجود ہیں، مجھے بڑی حیرانی ہوئی، میں ان سے جب بھی ملا ہوں اور جب بھی گفتگو ہوئی، میں سمجھا کہ وہ جمہوریت کے اس بنیادی معاملے پر مجھ سے زیادہ اس مؤقف کے حامی ہیں کہ سیاسی جماعتوں میں ٹوٹ پھوٹ اور گروپ بازی نہیں ہونی چاہیے۔ ان کی اپنی جماعت میں الحمد للہ کبھی ایسی صورتحال دیکھنے کو نہیں ملی۔ بڑی پارٹی ہونے کی وجہ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ مسلم لیگ کے genes میں ٹوٹنا، آنا، جانا رہا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ انہوں نے آج جتنی بھی بحث کی، اس میں یہ گنجائش پیدا کر دی ہے کہ سیاسی جماعتیں بڑی خوشی سے آپس میں groups, blocks, forward blocks بنا لیں۔ 1973 کا آئین اور خاص طور پر جب ہم اٹھارہویں ترمیم پر جائیں گے لیکن اب یہ آئین جس حالت میں ہے، وہ party group کی اجازت نہیں دیتا، اس کو recognize نہیں کرتا۔ میں لفظ اجازت کی بات چھوڑتا ہوں کیونکہ جب بنا لیتے ہیں تو بن جاتے ہیں، اخبارات میں بھی خبر آجاتی ہے۔ اخبارات اور عوامی رائے بھی ان کو recognize کر لیتی ہے لیکن ہمارا آئین اور پارلیمنٹ ان کو recognize نہیں کرتا۔ میں مانتا ہوں کہ بھارت میں پارٹی گروپ علیحدہ بن جانے کی ایک گنجائش ہے اور میں اس پر بھی کچھ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ ابھی ابہام رہ گیا ہے۔ ہمارے کچھ دوستوں اور پروفیسر صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن ابہام رہ گیا ہے، میں وہ واضح کر دوں گا، پہلے اپنے آئین کی طرف آتے ہیں۔ میں نے جب پچھلی مرتبہ گفتگو کی تھی تو Article 63(A) کا حوالہ دیا تھا۔ مجھے Article 63(A) میں defection اتنی قابل توجہ دکھائی نہیں دیتی جتنا پہلا portion کہ پارلیمانی پارٹی کیا ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے والے آئین میں ہے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: یہ اس سے پہلے والا ہے کیونکہ ترمیم کا اطلاق تو اگلے سال ہوگا۔

جناب چیئرمین: 2013 سے یا جب بھی الیکشن ہوئے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی ہاں، میں اس کو پڑھوں گا بھی نہیں، ابھی جو ہم پر لاگو ہے، اس کو پڑھتا ہوں۔

63(A). If a member of a Parliamentary Party composed of a single political party in a House;

اس کے بعد اس کی defection کا سلسلہ بنتا ہے، جس کا ذکر کیا گیا کہ ابھی انہیں نوٹس نہیں دیا گیا، ابھی ان کو نکالا نہیں گیا، ابھی انہوں نے defection نہیں کی، ابھی انہوں نے red line cross نہیں کی اور اس وجہ سے ابھی وہ پارٹی سے نہیں نکالے گئے۔ کبھی نہیں نکالے جائیں گے، وہ انشاء اللہ یہ session ہمارے ساتھ ہی رہیں گے اور ہمایوں صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ اس وقت بھی ان کے لیڈر چوہدری شجاعت ہیں اور بلاشک و شبہ ابھی وہ پاکستان مسلم لیگ کے ممبران ہیں۔ میں نے ان کی درخواست دیکھی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ they are member of Pakistan Muslim League (Quaid –e–Azam) but they are wanting a separate seat.

Mr. Chairman: Shah Sahib, I would like that you can kindly dilate on the wordings of this application.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں اسی پر عرض کر رہا ہوں کہ اس سے واضح ہوتا ہے single political party کا بھی۔۔۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد ذرا ان کی applications کی wordings پر dilate کیجیے گا۔ ان کی دو applications ہیں، آپ کے پاس دونوں ہیں؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میرے پاس ہیں۔

Mr. Chairman: If you can kindly read them and dilate upon them please. Then we can come to the Constitution.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں وہ ہی پڑھنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: ایک چار مئی اور دوسری بیس مئی کی ہے۔

Senator S. M. Zafar: Following the decision by the leadership of Pakistan Muslim League (Q) to join the government we the مانا ہے۔ leadership پہلے تو and to sit on the treasury benches, میں لفظ underline کرنے لگا ہوں کہ undersigned members of the Senate belonging to Pakistan Muslim League (Quaid−e−Azam) (very rightly and remain اب اس چیز کا تعلق ہے so) wish to retain our allocated seats یہ اس on the Opposition benches as a separate group within PML(Q) قسم کی درخواست ہے کہ ہماری seats علیحدہ رکھیں تا کہ اس سے ہماری شناخت ایک اپوزیشن کے طور پر نظر آتی رہے۔ جناب! جہاں تک سیٹوں کا تعلق ہے، آپ نے ان کو سیٹیں دے دیں، اس پر میں یقینی طور پر کھوں گا کہ آپ نے ہم دو دوستوں، ساتھیوں کو علیحدہ کر دیا لیکن یہ سیٹیں دینا خود بھی تو ایک administrative طریقہ ہے۔ Seat allocation سے کوئی پارٹی divide نہیں ہو جاتی، پارٹی میں گروپ نہیں بن جاتے اور Rule 8 میں آپ کے seat allocation, کے اختیارات ہیں۔ میں آپ کو Senate کے Rule 8 پر لے جاتا ہوں۔ ایک ہی rule ہے، اس سیٹ کے متعلق اور کوئی rule نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں ایک ہی rule ہے۔

Senator S. M. Zafar: "The member shall sit in such order as the Chairman, or before the Chairman is elected, the Secretary may determine". This is just an order in which they are allowed to sit. It is just administratively.

اس سے کوئی legal consequences follow نہیں کرتے۔ اس وجہ سے ایک پارٹی کا گروپ علیحدہ گروپ کے طور پر جو آئین میں تصور ہی نہیں ہے، recognize نہیں ہو جاتا۔

جناب چیئرمین: لیکن یہ جو لکھتے ہیں to retain our allocated seats and remain on the Opposition benches as a separate group within PML(Q).

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اب یہ گروپ نہیں ہے، ایک ہی پارٹی ہے۔

Mr. Chairman: What will be definition of a parliamentary group?

Senator S. M. Zafar: There is no definition of a parliamentary group in our Constitution or in the Pakistan Political Parties Order.

میں آپ کو ہندوستان لے جاؤں گا جہاں سے لفظ گروپ نکلا ہے اور جس کا حوالہ محترم پروفیسر خورشید صاحب نے دیا ہے۔ اتفاق ایسا ہے کہ وہ حوالے درست نہیں آ رہے لیکن پہلے آپ Pakistan Political Parties Order 2002 پر آجائیے۔ اس سے تمام political parties govern ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین: کون سا ہے جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: Political Parties Order 2002. یہ تو آپ کے پاس ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ منگوا لیجیے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب! اس کا Section 3 ہے۔

"Subject to the provisions of this order, it shall be lawful for anybody or....

جناب چیئرمین: سیکریٹری صاحب، Political Parties Order 2002 منگوا لیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: آپ کے پاس نہیں ہے، میں اس کو آہستہ آہستہ پڑھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Election Laws کی جو books ہوتی ہیں، Election Commission نے سفید رنگ کی تین books چھاپی ہیں، ان میں Political Parties Order ہے۔ یا پھر Central Statutes, 2002 منگوا لیں، ان میں بھی ہوں گے۔ PLD 2002 Central Statutes.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں کاپی تو لایا تھا، میرا خیال ہے کہیں miss ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پڑھ لیجیے۔

Senator S. M. Zafar: “Subject to the provisions of this Order, it shall be lawful for anybody or individuals or association of citizens to form, organize, continue or setup a political party”.

(2) A political party shall have a distinct identity of its structures at the national, provincial and local levels, wherever applicable.

(3) Every political party shall have a distinct name.
A political party shall not…

آگے لکھا ہوا ہے کہ کیا کچھ نہیں کر سکتے

Then there is section 4. Every political party including a political party already in existence, shall formulate its constitution with whatever name it may be referred will include the aims and objectives and the election etc.

جناب! اس Section 4, sub-Section(iii) میں ایک important provision ہے۔ A person shall not be a member of more than one political parties at a time.

ہمارے آئین اور Law میں یہ تصور ہے، پاکستان کی بد قسمتی یہ رہی اور میں ان سے معذرت سے، ان کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ تاریخ کی جانب اشارہ ہے کہ horse trading and party تبدیل کرنا، یہاں تک بھی ہے کہ stable trading کی بھی بات ہوتی رہی ہے۔ یہ بہت عام رہا ہے بلکہ Supreme Court نے بھی ایک فیصلے میں کہا ہے کہ ہمارے ملک کو ایک بہت بڑا سیاسی مرض ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی توڑ پھوڑ کر کے سیاسی پاریٹوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ اس کو روکنے کے لیے اور اس رجحان کے خلاف ہمارے آئین and political parties کی spirit یہ ہے کہ آپ اس ایوان میں political party کو ایک entity کے طور پر recognize کریں گے، دوسری پارٹیوں میں جانے کی اجازت نہیں ہے تو اس لیے یہ پارٹی نہیں گنے جا سکتے، they are not a

separate party, they are a party only they are Members of our party, they have no other party.

جناب چیئرمین: انہوں خود لفظ group استعمال کیا ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جناب! میں group پر آتا ہوں۔

Mr. Chairman: How many groups one party can have?

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: وہ group نہیں ہیں، وہ جہاں پر ہیں، وہاں پر ہماری recognition نہیں ہے۔

Mr. Chairman: How many groups one party can have?

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب! جہاں پر recognize ہوا تو بتاؤں گا۔ جناب! ایک بڑی اہم provision ہے، انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ "one has to swim and sink together" کی swimming and sinking together کی بات بھی political parties دیکھیں، آپ Article-17 of the Constitution پر آئیے، اس میں ہے کہ "a political party can be declared against the interest of the country and can be dissolved" Section 17 ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ کے لیے ٹھہر جائیں، let me take it out جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: دراصل آئین میں پہلی دفعہ political party کو اس section کے تحت recognize کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جو freedom of association ہے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: یہ Article-17, sub-Article (2) ہے،

"Every citizen, not being in the service of Pakistan, shall have the right to form or be a member of a political party, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the sovereignty or integrity of Pakistan and such law shall provide that where the Federal Government declares that any political party has been formed or is operating in a manner prejudicial to the

sovereignty or integrity of Pakistan, the Federal Government shall, within fifteen days of such declaration, refer the matter to the Supreme court whose decision on such reference shall be final”.

جناب! اگر کوئی ایسا واقعہ کسی political party کے خلاف ہو جائے کہ اس کا case
Supreme Court کو refer ہو جائے اور Supreme Court hold کر دے کہ وہ political
party پاکستان کی sovereignty کے خلاف کام کر رہی ہے۔ چاہے اس کی پارٹی کے بہت سارے
group اس کی تمام activity کے خلاف ہوتے ہوں، بے شک ہوں اور انہوں نے خوب آواز اٹھائی ہو
اور اپنی پارٹی کو کہا ہو کہ آپ بہت غلط کام کر رہے ہیں، آپ پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کر رہے
ہیں، ہم آپ سے علیحدہ ہیں، ہم علیحدہ group ہیں اور انہوں نے اپنے ضمیر کی آواز کو خوب بلند کیا ہو،
اس کا اثر کیا ہو گا۔ جناب! اس کا اثر Section−16 of the Political Parties Orders
پر ہو گا اور یہ ہونا بھی ایسا چاہیے۔ Section−16 کی heading ہے “Effect of dissolution
of political party”, یہ ہمارے ساتھ ہیں، ہمارے ساتھ ہی تیریں گے اور قانون اور آئین کے
مطابق خدانخواستہ اگر ڈوبنا ہوا تو ساتھ ہی ڈوبیں گے، مرنے جینے کی بات ہے، where a political
party dissolved under Article−15 any member, چاہے وہ کسی group سے علیحدہ
بیٹھے ہوں، کتنی بلندی سے ضمیر کی آواز بلند کی ہو اور such political party, if a member
of Majlis−e−Shoorah, Parliament and Provincial Assembly shall be disqualified for the remaining term to be a member of the Majlis−e−Shoorah. Sir, cohesion of the political party, unity of the political party, oneness of the political party is the spirit of your Constitution
اور یہی روح ہونی چاہیے۔ سیاسی جماعتوں کی توڑ پھوڑ پاکستان میں بند ہونی چاہیے، یہ ٹھیک ہے کہ
forward block ایک journalistic اصطلاح ہے، میں مانتا ہوں، یہ ٹھیک ہے کچھ لوگ ناراض ہو
جاتے ہیں، ناراض group بھی کہا جاتا ہے۔ اب آجاتے ہیں کہ کیا ہمارے آئین میں کسی group کا نام
کہیں پر ہے، جناب! میں نے آئین کے پورے ڈھانچے کو بار بار پڑھا ہے اور خاص طور پر رضا ربانی
صاحب کی سربراہی میں 18th Amendment کے وقت کوئی ایسا article نہیں تھا جس کو ہم نے نہ
پڑھا ہو، ہمیں group کہیں نہیں دکھائی دیا۔

یہ لفظ group بھارت سے آیا ہے اور یہاں پر ظفر علی شاہ صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب نے ذکر کیا ہے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتاہوں کہ یہ لفظ کیسے آیا ہے۔ بھارت میں بہت چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی آگئی ہیں، یہاں پر بھی چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں تو یہ فیصلہ ہوا کہ پارلیمنٹ میں آنے کے بعد کیا وہ آپس میں متحد ہو سکتی ہیں اور ایک نئی پارٹی بنا سکتی ہیں، ہم جس کو merger کہتے ہیں، ادغام ہے، یہ آئینی طور پر ممکن نہیں تھا اور defection clause لگتی تھی، اگر آپ ایک پارٹی چھوڑ کر کوئی نئی پارٹی چاہے وہ merger کی پارٹیوں میں جائیں تو disqualify ہو جائیں گے۔ انہوں نے اس معاملے کو حل کرنے کے لیے فیصلہ کیا کہ اگر دو پارٹیاں آپس میں merge ہوناچاہیں اور ایک نئی پارٹی پارلیمنٹ میں تشکیل کرنا چاہیں تو اس طرح کے merger سے disqualification نہیں ہو گی، اس طرح کے merger سے دو یا تین پارٹیاں آپس میں مل جائیں تو وہ disqualification میں نہیں گنی جائیں گی، بہت اچھا قانون ہے، اچھی بات ہے، اس کو 10th Amendment کہتے ہیں۔ جب یہ amendment کر رہے تھے تو ان میں سے کچھ پارلیمنٹ کے ممبران نے وہاں پر اعتراض کیا کہ merger ایک بہت بڑا قدم ہے اور اگر merger ہو رہا ہے اور کچھ پارٹی کے ممبران کہتے ہیں کہ merger نہیں ہونا چاہیے، وہ ایک پارٹی سے منتخب ہوئے تھے، اب ان کو دوسری پارٹی سے ملایا جا رہا ہے، ان کو merge کیا جا رہا ہے تو ہمیں حق ہونا چاہیے، اس پارٹی سے علیحدہ رہ کر ایک group بنا لیں۔ ہمیں حق ہونا چاہیے کہ merger کے وقت اگر ہماری قیادت کسی اور پارٹی میں merge کرنے کا فیصلہ کرتی ہے، مثال کے طور پر پاکستان مسلم لیگ قائداعظم میں اپنے ساتھیوں سے معذرت سے کہتا ہوں، خدانخواستہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ہم پاکستان پیپلز پارٹی میں merge ہو جائیں گے تو اس صورت میں یہ اعتراض اٹھایا گیا، اب میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جو نکتہ بھارت میں اٹھایا گیا، یہاں پر اٹھایا جاتا۔ انہوں نے اس پر فیصلہ کیا لیکن اگر اس original party کے کچھ ممبران نئے merger میں join نہیں کرنا چاہتے تو علیحدہ group کے طور پر زندہ رہ سکتے ہیں، علیحدہ group کے طور پر اسمبلی میں زندہ رہ سکتے ہیں، disqualify بھی نہیں ہوں گے اگرچہ ان کی پارٹی ختم ہو جائے گی، ان کو بطور group recognize کر لیا جائے گا کیونکہ وہ پارٹی کے طور پر elect ہو کر آئے تھے بشرطیکہ ایک شرط لگا دی کہ رہنے والوں کی تعداد one third سے کم نہ ہو یعنی one third Members of the Parliament...

جناب چیئرمین: آپ جو argue کر رہے ہیں، is it in writing?

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: وہ اور ہے، وہ recognition کے لیے ہے،
sir, recognition is another thing, group is another thing.

جناب چیئرمین: آپ نے recognition کی conclusion نہیں کی ہے، آپ جو بات کر رہے ہیں، is there any writing behind this argument, آپ کہاں سے refer کر رہے ہیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: وہ conclusion آ رہی ہے۔ آپ کے پاس ہندوستان کا آئین ہے، آپ کے پاس 10th Amendment ہے؟

جناب چیئرمین: نہیں میرے پاس نہیں ہے، this is 10th Amendment of the Indian Constitution?

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: یہ 10th Schedule of the Indian Constitution. ہے۔

جناب چیئرمین: یہ 10th Schedule of Indian Constitution ہے، ٹھیک ہے، میں لکھ رہا ہوں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی ہاں جس پر پروفیسر خورشید صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ آپ ذرا میرے ساتھ پڑھیں۔

جناب چیئرمین: ذرا Indian Constitution بھی منگوا لیں، 10th Schedule of the Indian Constitution جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب! یہ کہتا ہے اور اس کی heading ہے "Disqualification on ground of defection not to apply in case of merger" اس کا کوئی تعلق نہیں ہے جب کوئی political party کسی political party سے alliance کرتی ہے، alliance اور merger میں بہت بڑا فرق ہے، آپ سب جانتے ہیں اور آپ سب Parliamentarians ہیں۔ میں paragraph No.4 of the 10th Schedule پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ paragraph No.4 of the 10th Schedule پڑھ رہے ہیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب! آپ آج ایک جج کے طور پر بیٹھے ہوئے ہیں، as a judge you have been enjoying here, on this side, as a lawyer today, today I am sure elevated as a judge.

Mr. Chairman: Thank you, this is an honourable job.

Senator S. M. Zafar: "A member of a house shall not be disqualified under sub paragraph 1 of paragraph 2 where his original political party, (paragraph 1 and 2 وہی ہے جو ہمارے (1) 63 کا ہے کہ اگر آپ اپنی پارٹی چھوڑ دیں گے تو defection ہو جائے گی) shall not be disqualified under sub paragraph 1 of paragraph 2 where his original political party merger with another political party and he claims that he and any other member of his original political party have become members of such other political party or, as the case may be, of new political party formed by such merger and have not accepted the merger or have not accepted the merger and opted to function as a separate group, یہاں پر group کا لفظ آیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں لفظ آیا ہے separate group.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اس صورتحال میں انہوں نے left separate group کی اجازت دی اور بالکل صحیح موقع تھا کہ آپ merge کر رہے ہیں تو کچھ سیاسی جماعت کے لوگوں کو حق ہے کہ وہ علیحدہ رہیں۔ آگے دیکھیں کہ کیا کہا:

> "and from the time of such merger, such other political party or new political party or group as the case may be shall be deemed to be a political party".

پھر گروپ ایک political party کے طور پر تصور کیا گیا۔

Mr. Chairman: Let's read it and from the time of such merger. Please read it again.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: "b" کو پھر پڑھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: 'and' سے پڑھیئے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ٹھیک ہے 'and' سے پڑھتے ہیں۔

"and from the time of such merger, such other political party or new political party or group, as the case may be, shall be deemed to be a political party."

اس گروپ کو بھی political party تصور کر لیا گیا۔

Mr. Chairman: Separate political party.

Senator S. M. Zafar: To which he belongs, for the purpose of sub paragraph 1 of paragraph 2, and to be his original political party for the purpose of this sub paragraph.

بلکہ ان کو علیحدہ اسی پارٹی کا سمجھ لیا گیا، اگرچہ وہ پارٹی dissolve ہو گئی لیکن for that particular session they will be considered. اب paragraph 2 پڑھ لیتے ہیں۔

For the purpose of sub paragraph 1 of this paragraph, the merger of the original political party, a member of a House shall be deemed to have taken place if and only if not less than two third of the members of the legislature party concerned and exceed to such merger.

اگر two third merger کے لیے تیار ہو جائیں تو merger ہو جائے گی اور one third کو علیحدہ طور پر گروپ اور they will be deemed to be a political party رہنے کا حق ہے۔ یہ تصور میرے آئین میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا جو argument ہے، to merge and to form a

merger, two third is required and to form a group one third is required.

(مداخلت)

Mr. Chairman: You have a right to say, we are not coming to a conclusion, we are hearing the arguments.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: آئینی بات ہو رہی ہے، یہ آئینی معاملہ ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے پوچھا کہ لفظ 'group' کہاں سے آیا، اس لفظ 'group' کی genesis میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ Genesis یہ ہے کہ جب دو پارٹیاں merge کر رہی ہوں اور two third merger کے لیے تیار ہوں اور one third merger کے لیے تیار نہ ہو تو اسے 'group' کہا جاتا ہے۔ بھارت میں ایک اور مسئلہ recognition کا ہے، جتنی political parties parliament میں آجاتی ہیں، علاوہ اس کے کہ as a political party تو وہ ہوتے ہیں لیکن to be recognized as a political party for the purpose of proceedings of the Assembly ان کو ایک اور procedure سے گزرنا پڑتا ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! نماز کا وقفہ کر لیں یا پھر continue tomorrow.

Senator S. M. Zafar: I will continue tomorrow sir. Much better.

میں نے ایک T.V. پروگرام میں بھی جانا ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ کتنا ٹائم اور لیں گے؟

Senator S. M. Zafar: Sir, it looks to be 45 minutes more.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، when a lawyer says 45 minutes, it's always more than that, it's my experience.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اگر آپ نے جلدی کروانا ہو گا تو اشارہ کر دیجیے گا، I know

brevity, it's not difficult.

Mr. Chairman: So, we will continue tomorrow. The House stands adjourned to meet again tomorrow morning at 10 a.m. Thank you.

––––––––––––––––

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 17th June, 2011, at 10.00 a.m.]

––––––––––––––––